REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۸ رتبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق عید الفطر کے موقع پر حضرت امیر صاحب مقامی کے نام آمدہ مورخہ ۲۳/۹/۷۶ کی تار مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

☆ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کافی کمزور ہو گئی ہے۔ حضرت سیدہ موصوفہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دعائیں فرمائیں۔

قادیان ۲۸ رتبوک (ستمبر)، حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۸ رتبوک (ستمبر)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم ۔ و علیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۲۵ — شمارہ ۴۰

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

نائبین: جاوید اقبال اختر۔ محمد انعام غوری۔

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۵ روپے

ششماہی ۸ روپے

ممالکِ غیر ۳۰ روپے

فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN Pin. 143516

۵ رشوال ۱۳۹۶ ہجری — ۳۰ رتبوک ۱۳۵۵ ہش — ۳۰ رستمبر ۱۹۷۶ء

احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا کے زیرِ اہتمام یوروبا زبان میں قرآنِ پاک کا مکمل ترجمہ شائع ہوگیا

دو مقامی تقاریب میں جماعتِ احمدیہ کی اس کامیاب خدمت اور کوشش کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا

مقامی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن نے اس خبر کو اہتمام کے ساتھ وسیع پیمانے پر نشر کیا!

نائیجیریا کے مبلغِ اسلام مکرم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد ایم۔ اے نے یہ نہایت خوشکن اطلاع دی ہے کہ وہاں کی مشہور یوروبا زبان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے زیرِ اہتمام قرآنِ پاک کا مکمل ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس ترجمہ کی پہلی کاپی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لنڈن بھجوادی گئی ہے۔ اس سلسلے میں نائیجیریا میں دو اہم تقاریب منعقد ہوئیں۔ جن میں غیر از جماعت اصحاب نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اور انہوں نے جماعتِ احمدیہ کی اس خدمت کو بہت سراہا۔

اس کا کسی قدر ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

لیگوس ۶ رستمبر ۱۹۷۶ء۔

الحمد للہ کہ یہاں کی مشہور یوروبا زبان میں ہماری جماعت کے زیرِ اہتمام قرآنِ پاک کا مکمل ترجمہ شائع ہوگیا ہے۔ اس کی پہلی کاپی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لنڈن بھجوادی گئی ہے۔

۴ رستمبر ۱۹۷۶ء کو سنٹرل لائبریری لیگوس میں اس سلسلے میں ایک خاص تقریب منعقد ہوئی جس میں جناب اوبا براہیمی صاحب کمشنر بھی شامل ہوئے۔ انہوں نے رمضان کے اس مبارک مہینہ میں جماعتِ احمدیہ کی اس غیر معمولی اور کامیاب خدمت اور کوشش کی بہت تعریف کی اور اسے خراجِ تحسین پیش کیا۔ اسی سلسلے میں ابادان کے میپو ہال میں بھی ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں لوکل امام صاحب کے علاوہ بہت بڑی تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر قرآنِ مجید کے یوروبا ترجمہ کی پانچ صد کاپیاں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔

مقامی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن نے ان تقریبات کی خبریں اہتمام کے ساتھ وسیع پیمانے پر نشر کیں۔

الحمدُ للہ۔

اجمل شاہد

("الفضل" مورخہ ۱۶ رستمبر ۱۹۷۶ء)

سانوئے لائبیریا (مغربی افریقہ) میں پہلے احمدیہ مسلم ہائی سکول کی عمارت کا افتتاح

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت لائبیریا کی بونگ کونٹی (BONG COUNTY) میں سانوئے (SANOYEA) مقام پر احمدیہ مسلم ہائی سکول ۱۹۷۴ء میں ایک عارضی عمارت میں جاری کیا گیا تھا۔ اس کی مستقل عمارت کی تعمیر کے لیے گذشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطیر رقم منظور فرمائی۔ اور مکرم سردار رفیق احمد صاحب ایم۔ اے پرنسپل مسلم ہائی سکول سانوئے نے مکرم مولوی رشید الدین صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن لائبیریا کی رہنمائی میں عمارت کی تعمیر کے تمام مراحل بڑی محنت سے سر انجام دئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شاندار عمارت کا افتتاح حکومت لائبیریا کے وزیرِ تعلیم نے ۳ رستمبر ۱۹۷۶ء کو بنفسِ نفیس تشریف لا کر کیا۔

وزیرِ تعلیم نے اس تقریب میں جس میں علاقہ کے چیفس اور دیگر متعدد نامور شخصیتوں نے شرکت کی۔ اور جماعتِ احمدیہ کی تعلیمی خدمات کو سراہا۔

اس سلسلہ میں مکرم مولوی رشید الدین صاحب انچارج مبلغ احمدیہ مسلم مشن

(آگے دیکھیے صٓ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان (پن ۱۴۳۵۱۶) سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ رتبوک ۱۳۵۵ہش

قادیان میں آخری عشرۂ رمضان
اور
عید الفطر کی مبارک تقریب

رمضان شریف اپنی بے شمار برکتوں کے ساتھ آیا اور گنتی کے یہ دن بھی گذر گئے۔ خوش نصیب افراد کو اس مقدس مہینہ کی برکتوں میں حصہ لینے اور خصوصی عبادت کرنے کی سعادت حاصل رہی۔ خدا تعالیٰ سب کی دعاؤں کو قبول کرے۔ اور سب کی دلی مرادوں کو پورا کرے۔ انفرادی طور پر تو ہر شخص کی اپنی اپنی ضروریات، خواہشات اور دلی مرادیں ہوتی ہیں۔ لیکن ایک مومن مسلم کے لئے اجتماعیت کے رنگ میں اسلام کی روحانی سربلندی اور وسعت اور ساری دُنیا میں اُس کے جلد از جلد مقبول دین بن جانے کی خواہش ایک مشترکہ خواہش ہے۔ اور ہمارے نزدیک دینِ اسلام سے سچی محبت کا صحیح تقاضا بھی۔ یقین ہے کہ برادرانِ اسلام نے بالعموم اور احبابِ جماعت نے بالخصوص دینِ اسلام کی روحانی سربلندی کے لئے اور دُنیا کی زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو پیارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند ترین ارفع مقام کی شناخت کر لینے کے سلسلہ میں خوب دُعائیں کی ہوں گی۔ کیونکہ ان دُعاؤں میں ہی ہر مومن کی اپنی انفرادی رُوحانی خوشی بھی موجود ہے اور اجتماعی بھی ــــ!

قادیان میں رمضان کے مبارک آغاز ہی سے روزوں کے التزام سے قرآن کریم اور حدیث شریف کے درس و تدریس کا خصوصی اہتمام ہوجایا کرتا ہے۔ اسی طرح نمازِ تراویح کی ادائیگی اور انفرادی طور پر قرآنِ کریم کی بکثرت تلاوت کا التزام کیا جاتا ہے۔ لیکن آخری عشرہ کے شروع ہوتے ہی سنّتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے صاحبِ توفیق احباب اور خواتین کو محلہ کی دونوں مرکزی مساجد میں اعتکاف کی بھی سعادت حاصل ہوتی ہے چنانچہ امسال بھی ۲۲ مردوں نے اور ۱۱ خواتین نے اعتکاف کی سعادت پائی۔ اور رمضان کے آخری عشرہ میں تبتّل کی زندگی اختیار کرکے خدا کے گھر میں شب و روز دُعاؤں، ذکرِ الٰہی اور عبادت میں گزارا۔ اللہ تعالیٰ سب کی عبادتوں کو قبول فرمائے۔

فجر کی نماز با جماعت کے بعد قادیان میں عرصۂ دراز سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ حدیث شریف کا درس ہوتا ہے۔ چنانچہ حسبِ سابق امسال بھی مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اور آپ کی عدم موجودگی میں مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل نے درس الحدیث دیا جبکہ مسجد اقصیٰ میں رمضان شریف کے جمیع ایام میں بعد نمازِ فجر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد کو درس الحدیث دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔

نماز ظہر تا عصر مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کی تلاوت، اس کا ترجمہ اور وقت کی گنجائش کے مطابق مختصر تفسیر کے ساتھ قرآن کریم کے درس کا ایک دور مکمل کیا جاتا ہے۔ جس کے لئے امسال جماعت کے ۸ علماء نے باری باری اس روحانی پروگرام میں حصہ لیا۔ آخری حصہ قرآن کریم کا درس مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی کے ذمہ تھا۔ لیکن آپ نے دہلی اپنے اہل و عیال کے پاس عید گزارنے کا پروگرام بنایا ہوا تھا اس لئے ۲۷ - ۲۸ ویں رمضان المبارک کے دو روز دوسری باری پر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے درس دیا۔ اور اس طرح جمعۃ المبارک بتاریخ ۲۸ رمضان المبارک قرآن کریم کا اس طور سے ایک دور پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اختتام پر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے حاضرین سے مختصر مگر جامع روحانی خطاب فرمایا۔ جس میں درس دینے والے حضرات کے حق میں دعا کی اور احبابِ جماعت کو قرآنِ کریم کے علوم زیادہ سے زیادہ سیکھنے اور دوسروں کو سکھانے اور اس کی بابرکت تعلیمات پر ساری زندگی عمل کرتے چلے جانے کی تلقین کی۔ اس موقع پر حضرت موصوف نے احبابِ کرام کو اجتماعی دُعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے اسلام و احمدیت کی سربلندی اور روحانی غلبہ کے لئے خصوصیت سے دُعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اسی طرح جماعت کے جو جو مبلغینِ کرام اکنافِ عالم میں اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے اعزّہ و اقارب اور وطن سے دُور گئے ہوئے ہیں اُن سب کو اپنی خصوصی دُعاؤں میں یاد رکھنے کی تلقین کی۔ اسی طرح حضرت امام ہمام کے حالیہ یورپ و امریکہ کے دورہ میں کامیابی اور فائز المرامی سے مراجعت فرما ہونے کے لئے دُعا کی تحریک فرمائی۔ اس کے بعد ایک لمبی پُرسوز اجتماعی دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ سب دُعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

عید الفطر

رمضان شریف کے ۲۹ روزے پورے ہونے کے بعد ۲۵/۲۶ ستمبر (تبوک) کی درمیانی رات شوال کا چاند نظر آجانے پر مورخہ ۲۶ ستمبر کو مقامی طور پر عید الفطر کی تقریب منائی گئی۔ نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے امسال یہ انتظام کیا گیا تھا کہ مرد مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کریں گے جبکہ خواتین کے لئے مسجد مبارک اور ملحقہ بیت الفکر و دالان حضرت ام المومنین میں انتظام کیا گیا۔ اور نماز کی تکبیرات اور خطبہ کی آواز دونوں جگہ پہنچانے کے لئے بجلی کے لمبے تار بچھا دیئے گئے۔ جس سے بفضلہ تعالیٰ سبھی افراد ذکور و اناث نے استفادہ کیا۔ بوقت ۸½ بجے صبح احمدیہ محلہ کے تمام ساکنین ہر دو مساجد میں جمع ہوئے تو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مسنون طریق پر نمازِ عید الفطر کا دوگانہ پڑھایا۔ بعدہٗ خطبہ عید الفطر میں رمضان شریف کی برکات سے خوش نصیب مومنوں کو محض خدا کی طرف سے دی گئی توفیق سے روحانی استفادہ کرنے کی سعادت پانے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور تلقین کی کہ ان مبارک ایام میں جس قسم کی ریاضت اور مشق ہم نے کی، اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت دے کہ ہم اس کو جاری رکھیں۔ خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے عید کے فلسفہ پر بھی دلنشین انداز میں روشنی ڈالی۔ آپ نے واضح کیا کہ انسان کی یہ فطرت ہے کہ جب کسی کام کو وہ حسبِ منشاء اور خواہش پورا کر لیتا ہے اور اس کے نتائج خوش کن طریق پر اُس کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں تو وہ خوشی مناتا ہے۔ آپ نے ایک طالب علم کی مثال دے کر اس کے امتحان میں نمایاں طریق پر کامیاب ہونے اور اس پر خوشی منانے کو اس کا حق قرار دیتے ہوئے واضح کیا۔ آپ نے بتایا کہ یہی ایک مومن کی حالت ہے جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رمضان شریف کے روزوں اور دیگر عبادات اور اذکار، تلاوتِ قرآنِ کریم کے تعاہد کے بعد اس مہینہ کو پورا کرتا ہے تو اس کا حق ہوتا ہے کہ وہ آج کے روز خوشی منائے اور عید کرے۔ آپ نے مومن کے ہر قدم کو ترقیات کی طرف اُٹھتے چلے جانے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُس خدمتِ خلق کے کام کا ذکر کیا جس کے بعد انہوں نے بارگاہِ رب العزت میں مزید نیکیوں کی توفیق ملتے چلے جانے کی ان الفاظ میں دُعا کی کہ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ آپ نے بتایا کہ درحقیقت حقیقی مومن کسی ایک درجہ پر مطمئن نہیں ہوجاتا۔ بلکہ وہ مسلسل رُوحانی ترقیات کے لئے بارگاہِ الٰہی میں جھکتا چلا جاتا ہے۔ اپنی قربانیوں کو اُس کے حضور پیش کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ ایک مومن کی حقیقی اور اصل عید تو رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس امر کی پوری جد و جہد کریں کہ دُنیا کی ساری آبادی ہی خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والی بن جائے۔ اس موقعہ پر آپ نے جماعتِ احمدیہ کی طرف سے عالمگیر سطح پر اِسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خدمت کا حوالہ دیتے ہوئے تحریک کی کہ احباب اپنی ہر قسم کی قربانیوں کو تیز کر دیں تاکہ موعودہ روحانی غلبۂ اسلام جلد از جلد آئے اور خدا کو بھولی ہوئی دُنیا خُدا کی شناخت کی جلد توفیق پائے۔ اور اس کے انعامات کی وارث بنے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے خطبہ کے اختتام پر احمدی نوجوانوں کو دین کی تعلیم حاصل کرنے۔ قرآن کریم کے علوم پر عبور حاصل کر لینے کی تاکید کی۔ اور فرمایا کہ جماعت کی دوسری صدی جو اسلام کے غلبہ کا عرصہ ہے اس کے لئے اس نوع کی تیاری کی ضرورت ہے جس کی طرف حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بار بار جماعت کو توجہ دلا رہے ہیں۔ اسی طرح آپ نے حضورِ انور کے دورۂ یورپ و امریکہ کی کامیابی کا بھی ذکر کرتے ہوئے

(آگے دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

انگلستان سے
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا احبابِ جماعت کیلئے
عید مبارک اور دُعائیہ پیغام

قادیان ۲۰ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عید الفطر کی مبارک تقریب کے موقعہ پر از راہِ شفقت حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نام اپنے ایک خصوصی ٹیلیگرام کے ذریعہ قادیان اور جملہ احبابِ ہندوستان کو عید مبارک کا پیغام ارسال فرماتے ہوئے سب کے حق میں دُعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو اپنی ذمہ داریاں بہتر طور پر بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔

موصولہ ٹیلیگرام کا اُردو ترجمہ حسبِ ذیل ہے:-

"تمام احبابِ جماعت کو عید مبارک، اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنے فضل اور برکتیں نازل کرے، اور ہمت اور حوصلہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور بنی نوعِ انسان سے متعلق اپنی ذمہ داریاں کما حقہٗ بجالاتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے" (آمین)

خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

۲۲-۹-۷۶

خطبۂ جمعہ

خود بھی قانون کی پابندی کرو، فتنہ و فساد سے بچو اور ملک میں بھی بھائی چارے کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرو

ہماری تعلیم اور روایت کے مطابق قانون شکنی یا قانون کو ہاتھ میں لینے کا تصور بھی ہمارے دل میں نہیں آنا چاہیئے

دُنیا کو بتادو کہ ہم اسلامی تعلیم پر قائم ہیں اور اس کے کسی ایک حکم کی بھی خلاف ورزی کرنے کے لئے تیار نہیں !

معمور الاوقات بنو اور وقت کے ہر حصّہ کے ساتھ جو حکم وابستہ ہے اس کو بجا لاؤ !

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۹ ر شہادت ۱۳۵۵ ہش مطابق ۹ ر اپریل ۱۹۷۶ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سُورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سُورہ آلِ عمران آیت ۲۱ کا درج ذیل حصّہ پڑھا:-

فَاِنْ حَاجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ

اس کے بعد فرمایا:-

سورہ آلِ عمران کی اس آیت سے قبل جو آیت ہے اس کو اس طرح شروع کیا گیا ہے کہ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اصل دین اُس کی کامل فرمانبرداری ہے اور آیت کا جو حصّہ میں نے پڑھا ہے اُسے شروع میں کہا گیا ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں جھگڑا کریں تو انہیں اپنے عملی نمونہ سے بتاؤ کہ تمہارا دین کیا ہے۔ "اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ" کہ اپنا سارا وجود خدا کے لئے سونپ دو اور اپنا سب کچھ اُس کے حضور پیش کر دو۔ اور جس طرح ہمارا ربّ العالمین ہے۔ اے اُس کے ماننے والو تم

خادم العالمین بن جاؤ

یہاں ایک بڑا لطیف نکتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک تو علمی بحثیں ہوتی ہیں لیکن دین کے معاملہ میں علمی بحثوں کے علاوہ اور ان سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انسان اپنے عملی نمونہ سے اپنے مقام پر قائم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے دین کی رُوح اور اُس کی اصل اور اس کی بنیاد یہ بتائی ہے کہ انسان اللہ کے لئے اور اللہ میں فنا ہو کر اپنی زندگی کو گزارے۔ کامل فرمانبرداری، ایک ایسی اطاعت جو اس کے معمولی سے معمولی حکم سے بھی باہر لے جانے والی نہ ہو، وہ اطاعت جو کامل ہو، وہ اطاعت جو انسان کے وجود کا، اس کے اعمال کا، اس کے خیالات کا، اس کی سوچ کا اور اس کی عادات کا احاطہ کئے ہوئے ہو۔ اللہ کی ایسی اطاعت کرنا یہ اصل چیز ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنی چاہیئے۔ پہلے آنے والے مذاہب کا بھی یہی مطالبہ تھا کہ جو خدا کہتا ہے وہ مانو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو کامل اور مکمل شریعت انسان کو دی گئی اس کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ جو خدا کہتا ہے اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو فرق یہ ہے کہ پہلوں کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان کی استعداد اور طاقتوں کو دیکھتے ہوئے پورا بوجھ اُن کے کندھوں پر نہیں ڈالا تھا کیونکہ وہ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ (آل عمران آیت ۲۴) یعنی شریعت کاملہ محمدیہ کا صرف ایک حصّہ انہیں دیا گیا تھا لیکن جو بھی دیا گیا تھا اس کے متعلق ان سے یہ مطالبہ یہ تھا کہ جو تم سے کہا جاتا ہے وہ تم کرو اور جو اُن سے کہا جاتا تھا وہ ایسے احکام تھے جو کامل نہیں تھے کیونکہ اس وقت وہ کامل احکام کے بوجھ کو اٹھانے کے قابل نہیں تھے۔ ان میں ابھی استعداد نہیں تھی۔ پھر جب انسان

کامل شریعت کو اُٹھانے کے قابل

ہو گیا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کامل شریعت اس کے سامنے رکھی اور جو کہا جاتا ہے وہ کرو کی شکل بدل گئی لیکن مذہب کی جو رُوح تھی وہی رہی کہ جو خدا کہتا ہے وہ کرو۔

ایک لحاظ سے یہ چیز آسان بھی ہے اسی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فارسی کلام میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ خدا کو پالینا تو ایسا مشکل نہیں ہے وہ جان مانگتا ہے جان دے دو (کامل اطاعت) کامل اطاعت سے انسان اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کا وارث بن جاتا ہے جن کے متعلق خدا کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ اس اطاعت کے نتیجہ میں وہ اس پر نازل ہوں گے۔ پہلوں پر وہ فضل نازل نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ جو اُن سے کہا گیا تھا، جو اُن سے مانگا گیا تھا، جس کا ان سے مطالبہ کیا گیا تھا وہ اس سے بہت کم تھا جس کا مطالبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت یعنی نوع انسانی سے کیا ہے۔ لیکن پہلوں سے جو کہا گیا تھا، جو ان سے مطالبہ کیا گیا تھا وہ لوگ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے پیرو کار یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو ماننے والے اگر ان مطالبات کو پورا کرتے جو اُن سے کئے گئے تھے تو وہ اُن فضلوں کے وارث بن جاتے جو اُن مطالبات کے پورا کرنے اور کامل فرمانبرداری کے نتیجہ میں اُن کو ملنے تھے اور جن کی بشارت ان کو دی گئی تھی۔ پھر ایک ایسی شریعت جس نے انسانی فطرت کا احاطہ کیا ہوا ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے اور ایک کامل شکل میں انسان کے تمام قویٰ کو طاقت دینے کی اہلیت رکھنے والی ہے، پوری کی پوری شریعت جو انسان کے لئے مقدّر تھی وہ

ایک کامل اور عظیم ہستی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے انسان کو ملی اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ اسلام لاؤ یعنی خدا میں فنا ہو کر اپنے سارے وجود کو اس کے سپرد کر دو پھر تمہیں اتنے فضل ملیں گے کہ پہلوں کا تصوّر بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ قرآن کریم کی اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ لوگوں کو کہہ دے کہ میں تو اپنے تمام وجود کو خدا کے حضور پیش کرنے والا ہوں۔ اور جو میرے حقیقی متبع ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرنے والے ہیں لیکن چونکہ انسان اپنے اندر بشری کمزوریاں بھی رکھتا ہے۔ اس واسطے ذکّر کا حکم ہے کہ قرآن کریم نے جو مطالبے کئے ہیں چھوٹے بھی اور بڑے بڑے بھی ان کی یاددہانی ہوتی رہے۔ ورنہ انسان بھول جاتا ہے اس کے ذہن سے محو ہو جاتا ہے۔ شیطان وساوس پیدا کر دیتا ہے اور عملی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اعتقاداً بڑے ہی مخلص احمدی ایسے بھی ہیں کہ اگر اعتقاد پر جان دینے کا موقعہ ہو تو وہ اپنی جان بھی دے دیں گے اور سب

کچھ قربان کر دیئے گئے لیکن عملاً خود ان کی زندگیوں میں سُستی پائی جاتی ہے۔ یہ اندرونی تضاد اور CONTRADICTION ہے اور اندرونی تضاد کامیابی تک نہیں پہنچاتا۔

قرآن کریم نے اس مضمون کو بڑے لطیف پیرایہ میں مختلف مقامات پر بیان کیا ہے کہ ناکامی کی بڑی اور بنیادی وجوہات میں سے تضاد کا پایا جانا اور CONTRADICTION کا پایا جانا ہے۔ چیمبرین ماؤزے تنگ نے بھی کہیں یہ کہا ہے کہ CONTRADICTION نہیں ہونی چاہئیں۔ ان کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اب بہت سارے ممالک میں لوگ ان کی نقل کرتے ہیں کیونکہ دُنیوی لحاظ سے انہوں نے بڑی ترقی کی ہے۔ چنانچہ اگر وہ مسلمان کہلاتے ہیں تو وہ قرآن کریم کا حوالہ دینے کی بجائے چیمبرین ماؤزے تنگ کا حوالہ دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے ایک نہایت لطیف پیرایہ میں اس مضمون کو بیان کیا ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ (میں اس وقت مختصراً صرف اس کا ڈھانچہ یعنی OUT LINE بیان کروں گا) قرآن کریم نے ہمیں کہا ہے کہ

خُدا تعالےٰ کی صفات کا رنگ

اپنی صفات کے اوپر اور اپنی زندگیوں کے اوپر چڑھاؤ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی اس تعلیم کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اخلاق اللہ جیسے خلق تمہارے اندر بھی ہونے چاہئیں۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ جہاں خدا تعالےٰ کی وہ بہت ساری صفات ہم نے انسان کے لئے بیان کی ہیں جن کا رنگ انسان کی فطرت کے مطابق اس کی طبیعت پر چڑھنا چاہیئے وہاں ایک بنیادی چیز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی اُن صفات میں جو قرآن کریم نے بیان کی ہیں یا یہ کہ خدا تعالےٰ کی تمام صفات میں کوئی تضاد نہیں پایا جاتا۔ اس واسطے اگر خدا تعالےٰ کے اخلاق کا رنگ اپنے خلق پر چڑھانا ہے تو ہماری زندگی میں بھی

کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیئے

ہماری زندگی بغیر تضاد کے، بغیر CONTRADICTION کے خوب سے خوب تر بن کر گذرنی چاہیئے یعنی جس طرح کلی سے گلاب کھلتا ہے اسی طرح بچے کی زندگی اپنے مرتے دم تک کھلنی چاہیئے۔ اور اس کے اندر کوئی تضاد نہیں پایا جانا چاہیئے۔ میں نے ایک دفعہ پہلے بھی کسی ضمن میں بتایا تھا کہ ہمارے ایک نوجوان کو یہ خواہش تھی کہ میں یونیورسٹی میں اوّل آؤں، لیکن اس خواہش کے مطابق نہ اس کی استعداد تھی اور نہ اس کی محنت تھی۔ صرف خواہش کے نتیجہ میں تو اعلیٰ درجہ کی کامیابیاں نہیں ملا کرتیں بلکہ اس کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے ـــ ایسی محنت جو اس کامیابی کے مناسب حال ہو یعنی انسان کو خدا تعالیٰ نے عقل بھی اس کے مطابق دی ہو اور اس عقل کا استعمال بھی صحیح طور پر کیا گیا ہو۔ وقت ضائع نہ ہو اور اپنی صحت کو قائم رکھتے ہوئے پوری توجہ کے ساتھ وہ محنت کی جائے اور کوئی تضاد نہ ہو تو لڑکا کامیاب ہو جائیگا میں نے دیکھا ہے کہ جو فرسٹ آنے والے طالب علم ہیں یا بہت اچھے نمبر لینے والے طالب علم ہیں ان کی زندگی بڑی پیاری ہوتی ہے۔ اس کے اندر کوئی تضاد نہیں پایا جاتا۔ ایک مقصد ان کے سامنے ہوتا ہے اور اس کے حصول کے لئے وہ بڑے آرام سے پہلے دن سے ہی محنت کر رہے ہوتے ہیں۔

ایشین ممالک کی یہ بدقسمتی ہے کہ ہمارے ماحول میں ہماری زندگیوں میں تضاد پیدا کیا جاتا ہے۔ میں پرنسپل بھی رہا ہوں اور میں آکسفورڈ میں پڑھتا بھی رہا ہوں۔ میں نے وہاں جو حالات دیکھے میری خواہش ہوتی تھی کہ حصول تعلیم کے متعلق اُس طرح کے حالات یہاں ہمارے بچوں کے لئے بھی پیدا کیے جائیں اب ہمارے یہاں کے حالات یہ ہیں کہ ہوسٹل میں ہمارا ایک بچہ رہتا ہے۔ دھوبی اس کے کپڑے لے کر جاتا ہے جب وہ کپڑے دھوکر واپس لاتا ہے تو قمیص کے بٹن [illegible] ہوتے ہیں یا جراب سلامت تھی وہ پھٹی ہوئی ہوتی ہے۔ بعض [illegible] کہ وہ دیکھتا رہا کہ کیسے کپڑے واپس آئے۔ چنانچہ انہیں کچھ وقت [illegible] سے جھگڑنے پہ ضائع کرنا پڑتا ہے۔ اگر اس نے دس منٹ

بھی بات کی اور کہا کہ بھلے مانس آدمی تم نے کیا کیا، میری بالکل نئی جراب تھی اور تم پھاڑ کر لے آئے ہو یا نئی قمیص تھی جو تم نے پھاڑ دی یا اس کے بٹن ضائع کر دیئے پھر ہوسٹل میں اس کی بہن یا اس کی ماں یا اس کے عزیز تو نہیں بیٹھے ہوئے جو اس کے کپڑے سی دیں گے یا بٹن لگا دیں گے بلکہ اس کو خود وقت خرچ کر کے لگانے پڑیں گے۔ غرض کچھ وقت اس نے دھوبی کے ساتھ بات کرتے ہوئے ضائع کیا اور کچھ وقت اس نے اپنے کپڑوں کو درست کرتے ہوئے ضائع کیا۔ وہ تو ضائع ہو گیا۔ اگر ہمارے ماحول کے یہ حالات نہ ہوتے تو وہ وقت بچ جاتا۔ اور اگر وہ چاہتا تو وہ اس وقت کو اپنی پڑھائی پر خرچ کر سکتا تھا۔ آکسفورڈ میں مجھے کئی مہینے تک یہ پتہ نہیں لگا کہ کون کس وقت میرے کپڑے لے جاتا ہے اور کس وقت وہاں کپڑے واپس رکھ دیئے جاتے ہیں۔ پتہ ہی نہیں لگتا تھا کیونکہ وہاں

کمرے بند کرنے کا رواج

نہیں ہے اور نہ ہمارے پاس چابیاں تھیں بلکہ بارہ بارہ ہفتے کی جو چھٹیاں ہیں ان میں بھی چیزیں اسی طرح چھوڑ کر کمرے کھلے چھوڑ کر چلے جاتے تھے۔ ایک یہ خوبی بھی ہے کہ وہاں یہ خطرہ نہیں ہے کہ کوئی چیز گم ہو جائے گی اور اگر دھوبی کے ہاں پھٹی ہوئی جراب گئی ہے تو وہ رفو کر کے واپس دیں گے، اور اگر قمیص کا بٹن ٹوٹ گیا ہے تو وہ بٹن لگا کر دیں گے۔ نہ اس سے بات کرنے کی ضرورت، نہ کپڑے سینے کی ضرورت اور نہ جرابیں رفو کرنے کی ضرورت۔ اتنا وقت بچ گیا وہاں یہ حال ہے کہ عام طور پر طالب علم شام کی چائے اپنے کامن روم میں پیتے ہیں (ان کو چائے پینے کی عادت ہے) یا اگر کوئی دوست مل جائے تو وہ کسی ریسٹورنٹ میں چلے جاتے ہیں لیکن بعض اوقات وہ اپنے کمرے میں بھی دوست بلا لیتے ہیں دو تین دوست بلائے تو ہر دو چار کمروں کا جو نوکر ہوتا ہے اس کو کہنا پڑتا ہے کہ مجھے چائے چاہیئے۔ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہاں وقت کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس کو یہ بتانا پڑتا ہے کہ چائے مجھے سوا چار بجے چاہیئے یا ساڑھے چار بجے چاہیئے یعنی پندرہ منٹ کے فرق کا بھی خیال رکھتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ

وقت بڑا قیمتی ہے

یہ ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر آپ نے کہا ہے کہ سوا چار بجے چاہیئے تو وہ چار بج کر دس منٹ پر چائے اور ساری چیزیں آ کر لگا دے گا۔ اور اگر آپ نے کہا ہے کہ ساڑھے چار بجے چاہیئے تو وہ چار بجکر پچیس منٹ پر لے آئے گا۔ یہاں کی طرح نہیں ہے جیسا کہ ایک پنجابی کا لطیفہ مشہور ہے وہ لمبا ہے میں اس کا ایک حصہ بتا دیتا ہوں۔ ایک شخص لکھنؤ وغیرہ کی طرف سے اپنے دوست کو مل کر آیا تو اس کا نوکر بڑا اچھا تھا اس نے بڑے وقت کے اوپر ہر کام کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے بھی اپنے نوکر کی اہلیت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ جب اس کا دوست آیا تو اس نے کہا کہ جاؤ دوست آیا ہے اس کے لئے لسّی لے کر آ۔ تو جس طرح اس کے دوست نے کہا تھا اسی طرح اس نے بھی دو چار منٹ گذرنے کے بعد کہا کہ نوکر دوکان پہ پہنچ گیا ہوگا۔ پھر دو چار منٹ گذرے تو کہنے لگا کہ اب لسّی بنا کر دوکان سے واپس چل پڑا ہوگا۔ پھر چند منٹ گذرے تو کہنے لگا کہ اب پہنچ گیا ہوگا۔ پھر اس کو آواز دی کہ او نتھو خیرے (جو بھی اس کا نام تھا) لسّی لے آیا ایں۔ وہ کہنے لگا جی میں تے جتی ڈھونڈ رہیاں جان واسطے۔ اس کو احساس ہی کوئی نہیں۔ پس ہمارا جو ماحول ہے ہمارا وقت ضائع کرتا ہے لیکن اسلام نے تو وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں یہ اعلان کہ ہمارا سب کچھ خدا کے لئے ہے یہ غلط بن جاتا ہے۔ جو وقت ضائع ہو گیا وہ خدا کے لئے تو ضائع نہیں ہوا۔ خدا تو اسے ضائع کرنا نہیں چاہتا۔

ہم نے مہدی علیہ السلام کو شناخت کیا اور ہم مہدی علیہ السلام پر ایمان لائے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس اسلامی تعلیم کی الہاماً بھی یاددہانی کرائی گئی ہے۔ آپ کو الہام ہوا۔

اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ۔

کہ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔ پس جماعت احمدیہ پر

بڑی ذمہ داری ہے اور ہم یاد دہانیاں بھی کراتے ہیں کہ معمور الاوقات بنو۔ وقت کے ہر حصے کے ساتھ خدا تعالےٰ کا کوئی نہ کوئی حکم وابستہ ہے اس کو بجا لاؤ تو وقت معمور ہو جائے گا۔ بیہودہ زندگی گذارو، خشک زندگی، سست زندگی، کاہل زندگی اور بے خیر زندگی گذارنے کی تو ہمیں خدا نے تعلیم نہیں دی۔ پس ہم بہت کچھ سوچتے ہیں، دوستوں کو نصیحتیں کرتے ہیں اور دوستوں کو کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کو نصیحتیں کیا کرو۔ ان میں سے ایک نصیحت یہ ہے کہ ایک منصوبہ یہ ہے کہ میں نے تحریک کی تھی کہ دوست وقف عارضی میں پندرہ دن کا وقف کرکے دوسری جگہوں پر جائیں۔ اس میں بڑی برکت ہے۔ جو دوست اس منصوبہ کے تحت گئے مجھے سینکڑوں کی تعداد میں ان کے خط ملے جس میں انہوں نے یہ لکھا کہ انہوں نے بھی فائدہ اُٹھایا ہے۔ کیونکہ باہر جانے سے پہلے انسان زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔ کہ میں دوسری جگہ جا رہا ہوں، لوگ مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے متعلق سوال کریں گے پھر وہ پڑھتا ہے اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑھنے پر زیادہ وقت دیتا ہے اور زیادہ غور اور زیادہ توجہ سے پڑھتا ہے، سوچتا ہے، دعائیں کرتا ہے۔ بہتوں کو اللہ تعالیٰ نے بڑے پیار سے نوازا اور ان کو سچی خوابیں دکھائیں اور ان کے کاموں میں برکت ڈالی اور وہ بڑے خوش ہو کر اور روحانی سرور حاصل کرنے کے بعد واپس لوٹے۔ نیز جہاں وہ گئے ان کو یہ خیال ہوتا تھا کہ باہر سے آئے ہیں، چھوٹی چھوٹی باتیں جو ہم بھول جاتے تھے اور جن کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے مقامی دوست سوچتے ہیں باہر سے آنے والے بھائیوں کے سامنے تو اس سستی کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا محاسبہ کرنا شروع کیا۔ ایک دوسرے سے باتیں کیں، ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کی، ایک دوسرے سے پیار کرنا سیکھا۔ برادری اور اخوت اور

بھائی چارے کا ماحول

پیدا ہوا اور آپس میں یہ باتیں کرنے کے بعد انہوں نے روحانی طور پر زیادہ تیزی کے ساتھ قدم آگے بڑھانے شروع کئے۔ اب جیسا کہ مشاورت پر بھی جماعت کے ذمہ دار عہدیداروں اور نمائندوں کے سامنے یہ بات لائی گئی تھی، اس میں کچھ سستی پیدا ہو گئی ہے۔ اس کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اور دراصل تو میں سمجھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ کیونکہ یہ تو میرا کام ہے کہ میں جماعت کو کہوں کہ اس طرف توجہ کریں اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ جب میں ان کو توجہ دلاتا ہوں تو وہ پوری تندہی کے ساتھ توجہ کرتے ہیں۔ میں جو بات بھی دین کے لئے اور خدا کے پیار کے حصول کے لئے کہوں وہ اس کو مانتے ہیں اور بشاشت کے ساتھ مانتے ہیں۔

اس وقت ہم کئی لحاظ سے نازک وقت میں سے گذر رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت دو باتیں بڑی اہم ہیں اور یہ باتیں جماعت کو ہمیشہ مدّنظر رکھنی چاہئیں ایک چیز تو ہمارے ملک کے ساتھ تعلق رکھتی ہے .... کہ خدا کے خوف سے

خشیۃ اللہ کے نتیجہ میں

تقویٰ اللہ کے نتیجہ میں ہم نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا تصور بھی اپنے دماغ میں نہیں لانا۔ یہ دنیا سے تعلق رکھنے والی بات ہے لیکن ہے اسلامی تعلیم کی اساس پر۔ یعنی بظاہر اس کا تعلق اس دنیوی زندگی سے ہے لیکن اس کی بنیاد وہ اسلامی تعلیم ہے جو ہمیں دی گئی ہے کہ دنیا میں فتنہ اور فساد نہیں کرنا۔ اس زمانہ میں جس میں کہ مہدی علیہ السلام آچکے ہیں اس میں تو نوع انسانی کو اُمّتِ واحدہ اور ایک خاندان بنانے کا کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اور ہم نے پیار سے انسانیت کا دل جیت کر اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ پس شیطان کوئی وسوسہ ہمارے ذہن میں ڈال کر ہمیں اپنی راہ سے بھٹکنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ طاقت دی ہے اور میں امید رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو ہمیشہ اس قسم کے وسوسوں اور ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

دوسری بات جو بہت

اہم اور بہت بنیادی

ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مثیلِ مسیح ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور آیت: ۵۶)

یہ بنیاد رکھ کر قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا اور فرمایا ہے کہ اُمّتِ محمدیہ میں آخری خلیفہ کے آنے کی جو بشارت تھی اس کے مطابق مجھے مہدی معہود و مسیح موعود بنا کر بھیجا گیا ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں پر جو بیتی۔ ان پر جو گذری اس سے ہمیں سبق لینا چاہیئے۔ اُن کو یہودیوں نے اتنا تنگ کیا، اُنہیں اتنا دُکھ پہنچایا اور ان کو موسوی شریعت سے اتنا پرے دھکیلا کہ ایک عرصہ کے بعد دو علیحدہ علیحدہ مذہب بن گئے۔ دو جماعتیں اور دو (EXTREMES) ایکسٹریمز بن گئیں جو بالکل نمایاں طور پر ایک دوسرے کے خلاف تھیں۔ ایک مسیحی کہلانے لگے اور ایک یہودی کہلانے لگے۔ حالانکہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تو یہودی شریعت کے قیام کے لئے آئے تھے۔ لیکن ایک خلیج بیچ میں پیدا کر دی گئی۔ لیکن مسیح محمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی جماعت کا مقام مختلف ہے اور اس کے مطابق خدا تعالےٰ نے اُمّت محمدیہ کو بشارتیں دی ہیں۔ ہر بشارت ماننے والوں پر ایک ذمہ داری ڈالتی ہے اور جو بشارت جتنی بڑی ہوتی ہے اتنی ہی بڑی ذمہ داری ڈالتی ہے اس وقت ہم سے یہ کہا جا رہا ہے کہ تم اقرار کر لو کہ ہم مسلمان نہیں۔ ہم کیسے اقرار کریں مہدی علیہ السلام تو مبعوث ہی اس غرض سے ہوئے ہیں کہ اسلام کے چہرے پر جو گرد ڈال دی گئی ہے اس سے اسلام کے چہرے کو صاف کرکے اور اسلامی تعلیم میں اعتقادی اور اعمال میں جو بدعتیں اور بد رسوم شامل کر دی گئی ہیں ان سے ان کو پاک اور صاف کرکے

اسلام کا خالص اور حسین چہرہ

دُنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور یہ دعویٰ مرزا غلام احمد (مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے نہیں کیا بلکہ یہ بشارت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

ہمارے بھائی شیعہ حضرات نے مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث بڑے پیار اور محنت سے اکٹھی کی ہیں اور سنبھالی ہوئی ہیں کیونکہ وہ مہدی منتظر کا انتظار کر رہے تھے اور غیر شیعہ بھی مہدی کا انتظار کر رہے تھے مہدی آگئے اور ہم نے خدا کی توفیق سے انہیں شناخت کر لیا لیکن خدا تعالےٰ ان کو بہتر رنگ میں بہتر جزاء دے کہ انہوں نے ان احادیث کو جن کا تعلق مہدی علیہ السلام کے ساتھ تھا سنبھال کر رکھا اور اس میں کوئی فرقہ وارانہ تعصب نہیں برتا۔ آج کل جو کتابیں ایران میں چھپ رہی ہیں ان میں سے کچھ یہاں پہنچی ہیں ساری تو نہیں پہنچیں میرے خیال میں بارہ پندرہ پہنچ چکی ہیں ان کے بہت سے حصے میں نے خود دیکھے ہیں۔ جب شروع میں میں نے دیکھے تو مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جہاں تک احادیث کے اکٹھا کرنے کا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال

کے اکٹھا کرنے کا سوال تھا ان کے اندر کوئی تعصب نہیں ہے یعنی ہمارے جو شیعہ بھائی ہیں ان کی کتب میں ان علماء نے یہ لکھا ہے کہ امام بخاریؒ سے یہ روایت مروی ہے اور امام شافعیؒ سے یہ روایت مروی ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے یہ روایت مروی ہے اور سیّد عبد القادر جیلانیؒ سے یہ روایت مروی ہے۔ غرض ان کے پرانے لٹریچر میں کسی فرقہ اور کسی فقہی مسلک کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ انہوں نے سب احادیث اکٹھی کر دی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں ایک حدیث یہ بھی محفوظ کی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی محفوظ کیا ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپؐ نے انہیں فرمایا کہ مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام میں اس قدر بدعات شامل ہو چکی ہوں گی کہ جب مہدی علیہ السلام [illegible] کو ان بدعات سے پاک کرکے اس کی صحیح شکل میں اسے دنیا کے سامنے پیش کرے گا تو لوگ کہیں گے کہ یہ نیا دین اور نئی کتاب لے آیا ہے۔ یہ کیسی باتیں کہہ رہا ہے گویا وہ بد رسوم اور بد عقائد کی وجہ سے اسلام کی صحیح شکل کو شناخت نہیں کر سکیں گے۔ لیکن جو مہدی علیہ السلام پر ایمان لائے اور جس جماعت کا یہ مقام ہو [illegible] بشارت کے نتیجہ میں، جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلم کہنے لگ جائیں گے اور کوئی نیا دین اور کوئی نئی کتاب بنا لیں گے یہ توقع عبث ہے۔ اس لحاظ سے تو ٹھیک ہے کہ ہمیں جبر

کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جس وقت مہدی علیہ السلام کو تمام بدعات اور بدعقائد اور بد رسوم سے پاک کر کے اسلام کو اس کی

حسین اور صحیح شکل میں

دنیا کے سامنے پیش کریں گے تو آپ پر یہ اعتراض کیا جائیگا کہ یہ نیا دین اور نئی کتاب لے آیا ہے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ نیا دین لے آئے ہیں اور انہوں نے نئی کتاب بنالی ہے نہ قرآن پر عمل کرتے ہیں نہ دین اسلام پر عمل کرتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ مہدی کے زمانہ میں ایسا ہوگا اور آج جو کہتے ہیں کہ ایسا ہوا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے عین مطابق اور ہماری صداقت کے ثبوت میں ایسا کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیا مذہب لے کر آگئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ سچے مہدی کی یہ علامت ہے کہ جب وہ آئے گا تو اسلام کے چہرے کو ہر قسم کی گرد سے صاف کر کے اس کے حسین چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کرے گا تو اسی وقت یہی کہا جائیگا پس دنیا نے اگر یہ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیا دین اور نئی کتاب لے کر آگئے ہیں تو عین اس کے مطابق کہا جو آج سے چودہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ لیکن ہمارے اوپر ایک ذمہ داری ہے۔ ہمارے لئے اس دنیا سے کوچ کر جانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم یہ کہیں کہ ہمارا دین دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین، اور ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور نبی ہے۔ دنفف عارضی کے جو وفود باہر دوسری جگہوں پر جائیں وہاں بھی اور پھر واپس آکر اپنے ہاں بھی یہ بات اچھی طرح دلوں میں گاڑ دیں کہ

اسلام کو ہم نہیں چھوڑ سکتے

اپنی جانوں کو چھوڑ سکتے ہیں، اپنے مالوں کو چھوڑ سکتے ہیں، اپنے بیوی بچوں کی گردنیں کٹوا سکتے ہیں لیکن اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی صورت میں بھی کوئی احمدی اپنے آپ کو اسلام سے دور نہیں کر سکتا اپنے آپ کو غیر مسلم نہیں کہہ سکتا۔ باقی اگر کوئی شخص ہمیں کافر کہتا ہے تو یہ نئی بات نہیں۔ اسی سال سے ہمیں کافر کہا جا رہا ہے البتہ تم یہ سوچ لو کہ تم نے خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونا ہے تم منافقین جو مرضی کہہ لو ہم اپنے منہ سے وہ چیز کیسے کہہ سکتے ہیں جو حقیقت سے دور اور نفاق کی بدبو اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہمارا جو رشتہ ہمارے پیار کرنے والے رب کے ساتھ ہے ہم کیسے وہ توڑ سکتے ہیں۔ ہمارا جو تعلق محبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اس تعلق کو تمہاری کوئی تدبیر قطع نہیں کر سکتی ۔۔ خدا کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ، یہ باتیں آپس میں کیا کرو اور دنفف عارضی پر جو دوست باہر جائیں وہ جا کر ایسی باتیں کہیں جماعت خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے استے نشان دیکھ چکی ہے کہ جن کا شمار نہیں۔ انفرادی نشان بھی، ایک ایک گاؤں میں بھی

خدا نے اپنی قدرتوں کے نشان دکھائے

اور ساری دنیا میں بھی وہ اپنی قدرتوں کے نشان اور اپنے پیار کے سلوک کے نشان دکھا رہا ہے۔ اس کے بعد ناشکری کی کوئی راہ تو ہم اختیار نہیں کر سکتے اور ہماری ذمہ داری یہ نہیں ہے کہ ہم ڈنڈے کے ساتھ یا تیر کمان کے ساتھ یا بندوق کے ساتھ یا ایٹم بم کے ساتھ دنیا کو اسلام کی طرف لے کر آئیں۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم پیار کے ساتھ، ہم پہلے خدمت کے ساتھ ہم خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اس سے برکتیں حاصل کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو لوگوں تک پہنچا کے خدا تعالیٰ کا انسان سے تعارف کروا کے اور اسلام نے انسان میں مساوات اور انسان کے حقوق کو قائم کرنے کے لئے جو صحیح تعلیم دی ہے نوع انسانی کو اس سے روشناس کروا کے نوع انسانی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کریں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ پس عاجزانہ راہوں کو اختیار کر کے بغیر کسی فخر اور غرور کے، بغیر کسی نخوت اور تکبر کے، سروں کو جھکائے ہوئے اس راہ پر چلتے رہو جو صراط مستقیم کہلاتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والی راہ ہے اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اگر تکلیف اٹھانی پڑے تو بشاشت سے اٹھاؤ۔ تکلیف سے بچنے کے لئے ایک احمدی کا دل اور اس کا دماغ اور اس کی روح خدا تعالیٰ کو چھوڑنے کے لئے کیسے تیار ہو جائیگی ہماری روح تو یہ بات سوچ کر بھی کانپ اٹھتی ہے۔ اتنا

پیار کرنے والا خدا

جس نے آج تک ہمیں لاوارث نہیں چھوڑا وہ آئندہ بھی نہیں چھوڑے گا۔ اس کی طاقتوں میں تو کبھی کوئی کمی نہیں آئی اور نہ آسکتی ہے باقی جب تک دل نہیں بدلتے دنیا آپ کو یہی سمجھتی رہے گی اور دل بدلنا خدا کا کام ہے۔ انسان کا دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کا فرض یہ ہے کہ اپنے نمونہ سے جیسا کہ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ میں کہا گیا ہے دنیا کو یہ بتاؤ کہ ہم اسلامی تعلیم پر قائم ہیں۔ کسی ایک حکم کی خلاف ورزی کرنے کے لئے بھی ہم تیار نہیں ہیں۔ اگر اس کے باوجود تمہارے نزدیک کافر ہیں تو جو تمہاری مرضی ہے کہتے رہو لیکن ہم اسلامی تعلیم میں سے کسی ایک حکم کو بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ دوسری اہم اور بنیادی بات ہے ایسی بات جو ہماری زندگی اور ہماری روح ہے ہماری پیاس بجھانے والا پانی ہے۔ اس کو سمجھو اسے پہچانو، اس سے فائدہ اٹھاؤ، اس سے اپنی پیاس بجھاؤ اور اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرو۔ خدا کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ملتی رہے۔

اخبار قادیان

○ ۔ مکرم نظام الدین صاحب و مکرم عبدالمنان صاحب ماریشس سے مورخہ ۲۵/۹ کو زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور نماز عیدالفطر قادیان میں ہی ادا کی اور مورخہ ۲۷/۹ کو واپس تشریف لے گئے۔

○ ۔ مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب (گلوب) آف کلکتہ مورخہ ۲۵/۹ کو زیارت مقامات مقدسہ کے لئے تشریف لائے، اور نماز عیدالفطر قادیان ہی میں ادا کی اور مورخہ ۲۷/۹ کو واپس تشریف لے گئے۔

● ۔ محترم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد جن کو گذشتہ دنوں ہائی بلڈ پریشر اور ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ تاحال مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوئے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

○ ۔ محترم چوہدری بدر الدین صاحب عامل درویش جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان کافی روز سے اپنی آنکھوں کے علاج کی غرض سے امرتسر جا رہے ہیں اور علاج جاری ہے احباب جماعت صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

○ ۔ مکرم سید احمد صاحب لودھی کی اہلیہ صاحبہ سول ہسپتال بٹالہ سے قادیان آچکی ہیں اب کمزوری کافی ہے صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ ۔ چند یوم قبل مکرم نصیر احمد صاحب حافظ آبادی اور مکرم منظور احمد صاحب لودھی کو اچانک اعصابی تکلیف ہوگئی جس سے ہر دو کی قوت گویائی متاثر ہوئی ہے اسی طرح کی تکلیف گذشتہ دنوں مکرم عبدالقادر صاحب اخوان کو ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ احباب کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

○ ۔ چند روز قبل مکرم مبارک احمد صاحب ابن مکرم حکمت اللہ صاحب کی دائیں ٹانگ ٹوٹ گئی۔ امرتسر ہسپتال میں علاج جاری ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔

○ ۔ مورخہ ۲۸/۹ کو اللہ تعالیٰ نے مکرم عبدالکریم صاحب ملکانہ کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے "عبدالشکور" نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور نومولود کے نیک صالح اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

ضمیمہ ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۶ء بسلسلہ ہفتہ تحریکِ جدید

تحریکِ جدید اور ہماری دلچسپی!

از حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے غلبۂ اسلام کی ایک مستقل بنیاد قائم کی۔ حضورؑ کی بشارات کے مطابق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسلام کے غلبہ کے لئے تحریکِ جدید جیسی شاندار الہامی تحریک شروع فرمائی جس کے بہترین نتائج اکنافِ عالم میں ہم اپنی زندگی میں دیکھ رہے ہیں۔

تمام اُمراء و صدر صاحبان اور مبلغینِ کرام کا فرض ہے کہ اس مبارک اور مثمر ثمراتِ حسنہ تحریک کے بارے میں ہفتہ تحریکِ جدید میں سب احباب کو شریک کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان پر اس چندہ کی اہمیت واضح کر کے اس کی ادائیگی کے لئے توجہ دلائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں:—

"ہماری دلچسپی صرف اس میں ہے کہ دُنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ پھیل جائے اور پھر اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے۔ جس طرح کہ وہ قدیم ایام میں غالب تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ اس کام کیلئے تحریکِ جدید کو جاری کیا گیا ہے۔ اور یہی کام ہر مسلمان پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ تحریک کسی خاص گروہ سے مختص نہیں بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔ جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا ہم اسے احمدیت اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ وہ اسلام کی خدمت اور احمدیت کی اشاعت کے لئے کچھ خرچ کرے اس کا اسلام لانا یا احمدیت قبول کرنا محض بیکار ہے"

اللہ تعالیٰ آپ سب کی مساعی کو بھی بابرکت اور مثمر بنائے۔ آمین۔

مُبلّغین و مُعلّمین کی توجہ کیلئے

از حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وکیل التبشیر تحریکِ جدید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارت کے مطابق حضرت مُصلح موعودؓ رضی اللہ عنہ نے تحریکِ جدید جیسی الہامی تحریک شروع فرمائی۔ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اکنافِ عالم میں ہماری حقیر کوششوں میں غیر معمولی برکت پیدا کر رہا ہے۔ مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر اور قرآنِ کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں مساجد، مشن ہاؤسز تیار ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں مبلغین اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے دُنیا میں علمِ جہاد بلند کئے ہوئے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:—

"تحریکِ جدید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ..... اللہ تعالیٰ .... (اخلاص سے قربانی کرنے والوں کو) اُن کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا"

ظاہر ہے کہ ایسے بڑے ثواب کے حصول کے لئے ہر مجاہد کو مقدور بھر کوشش کرنی چاہیئے۔ مبلغین و معلمین خصوصیت سے ہفتہ تحریکِ جدید میں تحریکِ جدید کے چندہ کی فراہمی اور ان افراد کی شمولیت کیلئے جو پہلے اس میں شامل نہیں پوری کوشش فرمادیں۔ لہٰذا یا نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ اور امراء، صدر، سیکرٹری مال اور سیکرٹری تحریکِ جدید صاحبان کے تعاون سے ان اُمور کا خیال رکھیں۔ اور سالِ نو کے بارے میں بھی مؤثر تحریک فرمائیں۔ سالِ نو یکم نبوت (نومبر) سے شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور ہماری ناچیز پیشکش کو اپنے فضل و رحم سے قبول فرمائے آمین۔

ضمیمہ ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳۰ ستمبر ۷۶ء بسلسلہ ہفتہ تحریکِ جدید

تحریکِ جدید اور احمدی خواتین

از محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

پیاری بہنو اور عہدیدارانِ لجنہ اماء اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ اسلام کے دورِ اوّل کی خواتین کی جانشین ہیں۔ اس مبارک دورِ ثانی میں حضرت اُمّ المومنین۔ حضرت سیّدہ اُمِ ناصر صاحبہ اور حضرت اُمِّ طاہر صاحبہ رضی اللہ عنہنّ اور متعدد دیگر احمدی خواتین نے قابلِ رشک قربانیاں کیں۔ "الفضل" کے اجراء۔ شفاخانہ نور کے ایک وارڈ کی تعمیر "مصباح" کے اجراء یورپ میں بعض مساجد کی تعمیر اور اشاعتِ قرآن کیلئے قابلِ صد فخر مالی جہاد کیا۔ آپ خواتین تحریکِ جدید کے چندے کے تعلق میں ہفتہ تحریکِ جدید میں خاص توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اور جلسے کر کے اس کی اہمیت اور سادہ زندگی اختیار کرنے اور ترکِ رسوم پر عمل کرنے کی تلقین کی جائے۔ جو اس تحریک کی جان ہیں۔

حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:-

"ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ اِس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے اور ابھی سے مختلف اطراف سے خوشخبری کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ ...... دیکھو! مَیں آدمی ہُوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی۔"

(انوارِ خلافت صفحہ ۱۱۵ - ۱۱۶)

اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایسے ثواب کے حصول کے لئے شاندار قربانی کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

جنّت مومنوں کیلئے قریب کر دی گئی!

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اے مومنین! آپ کے لئے اِس آخری زمانہ میں جنّت قریب کر دینے کا وعدہ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ میں فرمایا تھا۔ اور خود ہی سامان کر دیا کہ آپ کو مہدئ زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق عطا کی۔ اور حضورؑ اور حضور کے خلفاء کرام کے ذریعہ ایسے اعمالِ صالحہ کی تلقین جماعتِ احمدیہ کو کی گئی کہ جن کے بجا لانے سے جنّت واجب ہوتی ہے ——! اہلِ دُنیا عاقبت سے بے پرواہ ہو کر غفلت شعاری میں اپنی عمرِ ناپائدار گنواتے اور اموال فی سبیل الطاغوت ضائع کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو دُنیا والوں کے لئے ایک اعلیٰ اُسوہ پیش کرنے کا موقع عطا کیا ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کے اُمورِ خیر کے لئے اپنی زندگیاں اور اپنی اولاد کی زندگیاں اور اپنے محنت سے کمائے ہوئے اموال آپ پیش کرتے ہیں جن سے مختلف دیار و امصار میں مساجد اور دیار التبلیغ تعمیر ہو رہے ہیں۔ اسلامی لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ اور فرزندانِ احمدیت کے ذریعہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے۔ اور توحیدِ باری تعالیٰ پر ایمان لانے والوں اور حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر صمیمِ قلب سے درود شریف پڑھنے والوں اور فدائیت کے رنگ میں رنگین ہونے والوں کی جمعیّت روز بروز ترقی پذیر ہے۔ اور وہ دِن قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں جبکہ رُوئے زمین پر خدائے واحد و یگانہ کے پرستاروں کا غلبہ ہوگا۔ اور دینِ اسلام ہر کہ ومہ کے لئے موجب برکات و انوار ہوگا۔ اور اسی کے مینار سے سب ہی روشنی حاصل کر رہے ہوں گے۔

اے اللہ! تو جلد ایسا ہی کر اور ہم سب کو بھی اس میں مقدور بھر حصہ لینے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا ربّ العالمین۔

اسلام میں اجتماعیت کا تصور

از مکرم خواجہ عبدالحمید صاحب انصاری حیدرآباد

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کے تمام شعبہ ہائے زندگی پر حاوی ہے۔ یہ ایک ایسا الٰہی دستور العمل ہے جو معاشرتی، اخلاقی اور روحانی ہر پہلو سے انسان کی رہنمائی کرتا اور انسانیت کو اس کے اعلیٰ ترین معیار تک پہنچاتا ہے۔ جس طرح اور بہت سی باتوں میں اسلام نے دیگر مذاہب عالم سے مختلف اپنے نکتہ ہائے نظر پیش کئے ہیں، اسی طرح اجتماعیت کے معاملہ میں بھی اس کے اصول اور نظریات نرالے اور انوکھے ہیں۔ دیگر مذاہب میں اجتماعیت کا مفہوم کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک کے باشندوں کو ایک مخصوص شریعت یا اصولوں کا پابند کرنا اور اپنی دانست میں اس خاص قوم یا مخصوص باشندگان ملک کو مخصوص روحانی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار کا پابند کرنا ہے۔ لیکن اسلام کے نزدیک اجتماعیت کا مفہوم قوم، ملک، خطہ، رنگ اور نسل کے حدود سے بلند اور علیحدہ ہو کر ساری دنیا کے انسانوں کو ایک رشتۂ وحدت میں پرو دینا اور تمام اقوام عالم کو تمدنی، اخلاقی، روحانیت اور معاشرت کے ایک ایسے معیار پر قائم کر دینا ہے جس میں تعمیر ہی تعمیر غالب ہے اور تخریب کا کوئی پہلو اس میں پوشیدہ نہیں۔

اسلام کا نقطۂ مرکزیہ وحدت ہے اس کا خدا ایک ہے۔ اس کی صفات اور طاقتیں اپنی ذات میں فرد ہیں۔ اسی نقطۂ وحدت کو اس نے کائنات کے ہر نظام اور ہر شعبہ میں جاری و ساری فرمایا ہے اب تو یہ ایک تحقیق شدہ امر ہے کہ ہر شئے اور ہر قوت کے دو پہلو ہیں اور ان دونوں پہلوؤں کے اتصال اور ان کی وحدت ہی سے وہ قوت ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اسلام نے انسانی معاشرت، رہن سہن، تمدن اور نظام مملکت، غرض ہر شعبے میں اجتماعیت کی روح پیدا کرنے کا حکم دیا ایسی اجتماعیت جو اپنی ذات میں ایک وحدت اور ایک اکائی کہلاتی ہے۔

اسلامی عبادات نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سب کے سب اجتماعیت کے مظہر ہیں بلکہ گویا انھیں اجتماعیت کا مظہر بنایا گیا ہے۔ اسلام کا نظم مملکت اجتماعیت ہی کو سمیٹے ہوئے ہے کیونکہ حکومت اسلامیہ ایک ایک فرد محکوم کی جسمانی، روحانی اور اخلاقی ضرورت کی تکمیل و حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ فردی طور پر انسان کو اپنے معاشرے میں دی گئی آزادیاں بھی ایک اجتماعیت اور نظم سے منسلک ہیں کیونکہ حیثیت فرد کے گو انسان بعض حیثیتوں سے آزاد ہے مثلاً وہ اپنی مرضی کا کام اختیار کر سکتا ہے۔ اپنی مرضی سے شادی کر سکتا ہے۔ اپنی مرضی کے دوست بنا سکتا ہے اور اپنی مرضی سے کھا پی سکتا ہے لیکن اس کی مرضی کو بھی ایسے اخلاقی اور روحانی ضابطے کا پابند کر کے اس میں ایک فراخی اور وسعت پیدا کر دی ہے کہ اس کا ہر کام باوجود فردی آزادی کے تحت ہونے کے اجتماعیت کے مفاد کے خلاف نہیں جا سکتا۔ غیر اقوام سے تعلقات اور برتاؤ کے قوانین اپنے اندر ایک اجتماعیت کی روح رکھتے ہیں۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں یہی ارشاد فرمایا تھا کہ انسان سب کے سب ایک آدم کی اولاد ہیں۔ رنگ اور نسل کے اعتبار سے انہیں ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں دی جا سکتی۔ فضیلت اور برتری کا معیار تقویٰ اور اچھا عمل ہے انسان کے لئے معیار شرف اس کا ذاتی جوہر ہے۔ خود اس کا علم و عمل ہے۔ کسی خاندان کو اس کے فردکی ذاتی نسبت سے پہچانا جائے گا۔ کسی فرد کو اس کے خاندان کے شرف رفتہ سے جاننے کی کوشش اسلامی تعلیم کے منافی ہے۔ اسلام نے جہاں انسانوں کے بنائے ہوئے بہت سے مٹی کے بت توڑے وہیں تکبر کے بت کو بھی توڑا۔ خاندانی شرف رفتہ اور حسب و نسب کے غرور باطل کے بت کو بھی کچلا اور خود پسندی و نخوت کے بت کا سر بھی پاش پاش کیا۔ اسلام کے نزدیک حکومت کا قیام اجتماعی انتخاب ہی سے ممکن ہے اور حکومت کو کسی کا ذاتی حق نہیں ٹھہرایا بلکہ اُسے اجتماعی ملکیت قرار دیا۔ پھر اجتماعی طور پر تمام لوگوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت حکومت کا فرض قرار دیا۔ حاکم کو افراد اور اقوام کے درمیان عدل کی تعلیم دی کہ نہ وہ کسی فرد و قوم کو زیادہ سہولتیں دے کر آگے بڑھنے دے اور نہ کسی کو تنگ کر کے گھٹانے کی کوشش کرے۔ یہاں تک کہ جنگی قیدیوں تک کی آزادی کے لئے یہ اصول مقرر فرمایا کہ اگر ان کی حکومت یا ان کے رشتہ دار انہیں چھڑوانے کی خاطر فدیہ نہ دے سکیں تو خود مسلمان انھیں کچھ رقم دے دیں کہ وہ اسے تجارت میں لگا کر کچھ کمائیں اور اپنا فدیہ ادا کر کے آزاد ہو جائیں۔ غرضیکہ آزادی کو جیسا کہ آزاد آدمی کا حق ہے، اسی طرح قیدی کا بھی حق قرار دیا۔ اموال ذاتی و قومی میں نہ تمام قوم کو اور نہ تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام بنی نوع انسان کو برابر کا شریک گردانا اور کہہ دیا کہ دراصل مال، اللہ کی ملکیت ہے۔ کسی کا ذاتی حق نہیں اور اس طرح مال کے خرچ کرنے میں فرد کی آزادی کو محدود کر دیا۔ عبادت، تجارت، احکام قضاۃ، معاملات زن و شوہر، لین دین کے اصول، راعی و رعایا کے حقوق، آقا و غلام کے درمیان غرض کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں اجتماعیت کو ملحوظ نہ رکھا ہو۔

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی وحدت میں تمام قوتوں اور طاقتوں کا سرچشمہ ہے اسی طرح قوم بھی ایک وحدت میں منسلک ہو کر ہی اپنی قوت و شوکت کا اظہار کر سکتی ہے۔ اسی اصل کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا

تم سب کے سب متحدہ اور اجتماعی طور پر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ اور ایسی شدید وابستگی اس کے ساتھ اختیار کرو کہ کوئی حادثہ تمہیں اس سے علیحدہ نہ کر سکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ "حبل اللہ" کیا چیز ہے؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:- حبل اللہ خلافت اسلامیہ ہے۔

اقتدوا بالذین من بعدی

ابی بکر و عمر فانھما

حبل اللہ

(ازالۃ الخفاء صفحہ ... مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی)

اس میں یہ بتایا کہ نبی ایک محدود عرصے کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد خلافت ہی اس کے کام کو آگے بڑھاتی اور مضبوط کرتی ہے۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خلافت سے وابستگی کا انعام یہ مقرر فرمایا ہے کہ:

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ (النور)

ان کے لئے دین کی تمکنت کے سامان کئے جائیں گے۔ غور فرمایئے! دین کی تمکنت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ سورۃ الحج میں ارشاد فرمایا:-

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں تمکنت حاصل ہو تو وہ نمازوں کو قائم کر کے نیکی کا بیج بوتے اور زکوٰۃ کے نظام کو رائج کر کے ساری دنیا سے غربت، افلاس، نکبت اور نحوست کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی پورے زور کے ساتھ نیکیوں کے قیام اور بدیوں کے استیصال کے لئے بھی کوشاں ہوتے ہیں۔ چودہ سو سالہ تاریخ پر غور کر کے یا اپنے تصور میں اس تمام انتظام کے رواج پر تدبر کر کے دیکھ لیجئے۔ سوائے خلافت کے اس کا التزام ممکن ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خلافت کی برکتوں میں ایک یہ چیز بھی شامل فرما دی کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۔ کہ کسی بھی قسم کے خوف کی حالت ان پر طاری ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے امن سے بدل دے گا۔ آج دنیا بھر کے مسلمان خلافت سے محروم ہیں۔ اُن کا انتشار ایک درس عبرت ہے کاش کوئی سوچے! کہاں تو خلافت کے نتیجہ میں مسلمانوں کے رعب اور دبدبے کا یہ حال تھا کہ اُن سے بڑی بڑی حکومتیں بھی خوف کھاتی تھیں۔ اور آج خلافت سے محرومی کے نتیجہ میں باوجود اس کے کہ مسلمان آج بھی بڑی بڑی حکومتوں کے مالک ہیں اور دولت و ثروت کی بھی اُن کے ہاں کمی نہیں لیکن معمولی سا اسرائیل انہیں خوفزدہ اور لرزہ براندام کئے ہوئے ہے۔

جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب میں سے بڑے سبب دو ہی تھے۔ اوّل یہ کہ مختلف قوموں اور قبیلوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا تھا کہ اسلامی فتوحات کا سہرا اُن کے ہی سر ہے۔ حالانکہ یہ اُس نعمت کی قدر کے نتیجہ میں حاصل ہوئی تھیں جو خلافت کے نام سے ... ہوئی تھی۔ جب انہوں نے ... اپنی قابلیت اور قوت کا ... شروع

کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نعمت سے ہی محروم کر دیا جس نے ساری دنیا میں انہیں ایک وحدت میں پرو دیے رکھا تھا۔ دوم یہ کہ اسلام نے ایک تنظیم اور ڈسپلن کا پابند کر کے تمام مسلمانوں کو مساوات کے ایک خاص اسٹیج پر جمع کر دیا تھا۔ وہ تنظیم عدل کی بنیادوں پر قائم تھی۔ اس ڈسپلن کے تحت افراد کو تاکید تھی کہ وہ اپنے نفسوں پر قابو رکھیں۔ دوسروں کے حقوق کو اپنے حقوق کے مساوی قرار دیں۔ قومی مفاد پر انفرادی فائدے کو قربان کر دیں اور حقوق طلبی کے معاملہ میں امن اور نظم کو مقدم رکھیں۔ لیکن جب مسلمانوں نے قومی خزانوں کو ذاتی ملکیت سمجھنا شروع کیا اور اس کے حصول کے لئے حکام کے قتل کو بھی جائز قرار دے لیا تو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور مسلمانوں کو بتا دیا کہ اچھا اگر یہ تمام قوت اور شوکت تمہاری اپنی قابلیت اور تمہارے اپنے زورِ بازو کا نتیجہ ہے تو اب اسے برقرار اور قائم بھی رکھ کر دیکھو۔ انجام ہمارے سامنے ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مسلمانوں کی رفعت اور شوکت، ذلّت و نکبت کا شکار ہو گئی۔

اسلام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام بادشاہتیں اور قوت و مالکیت صرف اور صرف خدا تعالیٰ کو حاصل ہے۔ دنیوی حکومتیں اور بادشاہتیں خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں۔ ان میں خیانت کا مرتکب خدا تعالیٰ کو جوابدہ ہے۔ اس تعلیم کو یقین کے درجے تک پہنچانے اور دلوں میں راسخ کرنے کے لئے اسلام نے عبادات، تسبیح و تحمید وغیرہ قسم کے عملی ماحول اور میدان مہیا کئے ہیں۔ یہ ماحول اور میدان بمنزلہ تربیتی کیمپ کے ہیں جن میں کھلاڑیوں اور فوجیوں کو تیار کیا جاتا ہے۔ اس سے پار اُتر کے ہی مسلمان اپنے مقصدِ اعلیٰ یعنی قربِ خداوندی کو پا سکتا ہے گویا کہ اسلامی تعلیم کا بنیادی کلمہ

لا الٰہ الّا اللہ محمّد رسول اللہ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات سے ربط پیدا کرنا ہے اور اس کا طریق محمد رسول اللہ سے سیکھا جا سکتا ہے، اصل یہ اصولی ہے اور دیگر تمام قسم کی عبادات، فرائض، نوافل، اوامر اور نواہی وغیرہ اس کی فروع۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اصل قرار دے کر دیگر تمام تعلیمات و احکامات الٰہیہ کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس اصل کو پانے کے لئے ایک اجتماعی اور ہمہ گیر پروگرام اور کوشش کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں۔ اس کے لئے بلند ترین حوصلے، بے نظیر اخلاقی قوت، بے انتہا ضبطِ نفس اور مسلسل جدوجہد درکار ہے۔ پھر بھی نہیں کہہ سکتے کہ معیار کا اعلیٰ ترین پہلو ہمیشہ ہی قائم رہے گا۔ لیڈران اور دانشوران قوم اعلیٰ معیار کے ہمیشہ نصیب نہیں ہوتے۔ اس کمی یا کمزوری کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام میں خلیفہ کے انتخاب کو اپنے ذمہ لے لیا اور شرط یہ لگا دی کہ افراد اپنے اعمال کے بجا لانے میں صالح رہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ
(النور)

اللہ تعالیٰ مومنوں سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ ضرور بالضرور انہیں زمین میں خلیفے بنائے گا بشرطیکہ ان کے اعمال صالح ہوں۔ اسلام نے خلیفہ کے انتخاب اور اس کے کام میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے شوریٰ کو لازم قرار دیا ہے۔ بظاہر یہ شوریٰ ہی خلیفہ کا انتخاب کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلیفہ کو ہم منتخب کرتے ہیں۔ چونکہ خلیفہ کے انتخاب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ خود ہی اس کے کاموں کی حفاظت و نگرانی کرتا ہے اور کسی ایسی غلطی میں خلیفہ کو نہیں ڈالتا جس سے قوم کا نقصان ہو یا جس سے قوم کی گمراہی کا خطرہ ہو — شوریٰ کا لزوم بھی اجتماعی قوت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ شوریٰ کا لزوم کئی وجوہ کی بناء پر ہے۔ ان میں ایک تو یہ ہے کہ گویا مسلمان ہر دم یہ محسوس کرتے رہیں کہ انہیں خلافت کی ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ شوریٰ خلیفہ کے لئے بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہے کہ وہ اس میں اپنی رائے کا حُسن و قبح دیکھ لے۔

غرض کہ انسان، جیسا کہ کہا جاتا ہے ایک معاشرتی حیوان ہے۔ وہ اکیلا زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کی بقاء اور قیام کے لئے اجتماعیت ضروری ہے۔ مگر اجتماعیت کے لازمی نقائص میں سے ایک نقص یہ بھی ہے کہ جذباتِ انسانی اکثر افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ افراط و تفریط لڑائی جھگڑے، بدامنی اور بدنظمی پر منتج ہوتی ہے پھر یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ مجرد عقلِ انسانی دنیا کے مسائل کا حل نہیں ڈھونڈ سکتی تجربہ اور تاریخ یہی بتاتے ہیں کہ انسان اس کارگاہِ سود و زیاں میں ہر دم کچھ نہ کچھ سیکھتا رہتا ہے۔ دنیا کے بہترین دماغ مل کر بھی جب کسی مسئلے کا ایک آخری حل تجویز کر لیتے ہیں تو چند دنوں میں خود ہی اسے رد کر دیتے ہیں اور کسی نئے حل کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے اور ان کی ترقی و بہبود کے لئے اس نے کائنات کے ذرہ ذرہ کو مسخر کیا ہوا ہے، ان کے اس نقص اور عیب کو دور کرنے کے لئے اور عقل کی کامل رہنمائی کے واسطے اپنی طرف سے وحی و الہام کا سلسلہ جاری رکھا اور ایک تنظیم اور ایک ضبط کے ساتھ زندگی گزارنے اور ہر دم و ہر آن اسے ترقی کی طرف لے جانے کے لئے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ وہ اپنی اجتماعیت کو ایک مرکز کا پابند رکھیں۔ وہ مرکز اور محور اپنی ذات میں خلیفۃ المسلمین کہلائے اس کا پیش کردہ نظام، نظامِ خلافت کے نام سے موسوم ہو۔ اس کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے کو عملِ صالح قرار دیا اور اعمالِ صالحہ پر کاربند افراد کو یہ مژدہ سنایا کہ نظم کی وہ تمام اکائیاں جو انسان کے مختلف اور متنوع شعبہ ہائے زندگی میں بٹی ہوئی ہیں، ہم نے خلافت کے ساتھ وابستہ کر دی ہیں۔ اس کی پابندی ہی تمہارے لئے سب سے بڑی سعادت اور اس کا قائم رکھنا سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کے حصول کے لئے جہاں مومنوں کو اپنی پسند کی آزادی دی، وہیں اجتماعیت کی روح کو برقرار رکھنے کے لئے اکثریت کے فیصلے کو سب کا فیصلہ قرار دیا اور حکم دیا کہ اقلیت کو بھی جو اس انتخاب میں مخالف کا حکم رکھتی تھی دل سے اس پر ایمان لانا اور اس انتخاب کو اپنا ہی انتخاب سمجھنا چاہیئے۔ پھر ان متوازی دونوں فریقوں کو تسلیم و رضا کی وحدت کے اسٹیج پر جمع کرنے کے لئے صراحت کر دی کہ تمہارا ظاہری یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا اپنا انتخاب ہے اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ اور اس کی مصلحت کارفرما تھے۔ پھر خلافت کے اس نظام کو جو بظاہر ایک خلیفہ اور اس کی شوریٰ کے ماتحت ہوتا ہے، خلافتِ راشدہ اور حکومتِ الٰہیہ کا نام دے دیا اور اس طرح آخری درجے پر اسے اپنی طرف منسوب کر کے اجتماعیت کے اس عظیم الشان پیکر کو اپنی وحدت کے اظہار کا ذریعہ بنا دیا۔ خلیفہ کی ہر تجویز اور اس کا ہر کام جو اجتماعی نوعیت کا حامل ہو، القائے الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ جب انتخابِ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ کارفرما رکھا تھا تو اب وہی ہاتھ ہر دم خلافت کو تھامے اور اس کے پروگراموں کو سہارے رہتا ہے۔

پس۔ خلافت، مسلمانوں کی اجتماعیت اور شیرازہ بندی کا واحد ذریعہ ہے اس کا قیام اور اس سے وابستگی ہی تمام سعادتوں کا سرچشمہ ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی جو آج مسلمانوں کا مقدر بن چکی ہے، خلافت کی برکت ہی کے ذریعہ دُور کی جا سکتی ہے۔

درخواستِ دُعا

مکرم سیّد فضل احمد صاحب ایڈیشنل آئی جی پی۔ پٹنہ نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ ان کے بیٹے عزیزہ سیّد محمود احمد سلمہ کا آئی۔ اے۔ ایس کا امتحان ہو رہا ہے۔ احباب اس عزیز کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار
مرزا وسیم احمد۔ قادیان

وِلادت

مکرم مولوی بشارت احمد صاحب محمود مبلّغ سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۷۶ء کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ ان کی درخواست پر بچے کا نام "لقمان احمد" رکھا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مبارک کرے۔ احباب سے بچے اور اس کی والدہ کی صحت و سلامتی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
مرزا وسیم احمد۔ قادیان

وادیٔ کشمیر میں

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا مختلف جماعتوں میں ورود مسعود

اور

تبلیغی و تربیتی جلسے

رپورٹ مرتبہ محمد انعام غوری رکن تبلیغی و تربیتی وفد

اس مرتبہ وادیٔ کشمیر میں دو اجتماعات یعنی آل کشمیر خدام الاحمدیہ کنونشن اور صوبائی سالانہ کانفرنس ایک ہفتہ کے وقفہ کے ساتھ منعقد ہونے تھے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے کانفرنس میں شمولیت کرنے کا تو ارادہ فرمایا ہوا تھا۔ ساتھ ہی چونکہ آنمحترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی ہیں اس اعتبار سے مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر نے خاص طور پر آنمحترم سے درخواست کی تھی کہ اُن کے دوسرے سالانہ اجتماع میں ضرور شرکت فرمائیں۔ چنانچہ آپ اس کنونشن میں شرکت کی غرض سے گویا کانفرنس سے ایک عشرہ قبل ہی قادیان سے روانہ ہوئے مورخہ ۷۶/۸/۵ کو قادیان سے روانگی کے وقت مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید، مکرم افتخار احمد صاحب درویش اور مکرم محمد سعید صاحب انور بھی ہر دو اجتماعات میں شرکت کی غرض سے آنمحترم کے ہمراہ ہو گئے۔

دوسری طرف مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ کے متعلق یہ پروگرام تھا کہ دونوں علمائے کرام بھدرواہ (کشمیر) کا دورہ کرتے ہوئے کانفرنس میں شمولیت کے لئے مورخہ ۷۶/۸/۱۳ کو وادیٔ کشمیر پہنچیں گے۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق مورخہ ۷۶/۸/۶ کو ہر دو علمائے کرام جموں پہنچ گئے۔ لیکن آگے مسلسل بارشوں کی وجہ سے سری نگر و بھدرواہ کے لئے راستے منقطع ہو گئے جس کی وجہ سے محترم صاحبزادہ صاحب اور علمائے کرام اور دیگر احباب کو ۷۶/۸/۱۰ تک جموں میں رُکے رہنا پڑا۔ راستوں کی خرابی اور مسلسل بارش و سیلاب کی وجہ سے کانفرنس و کنونشن کی تاریخوں میں تبدیلی بھی کرنا پڑی۔ بہرحال مورخہ ۷۶/۸/۱۱ کو جب راستے کھلے تو محترم صاحبزادہ صاحب اور ہر دو علمائے کرام اور قافلہ کے دیگر احباب وادیٔ کشمیر کے لئے عازم سفر ہوئے اور نہایت خراب اور دشوار گذار راستے کو طے کر کے اُسی دن یعنی

مورخہ ۷۶/۸/۱۱ کی شب ۸ بجے اسلام آباد کے مقام پر ورود فرما ہوئے۔ رات مکرم چوہدری عبدالحفیظ صاحب کے مکان پر قیام رہا۔ دوسرے دن مورخہ ۷۶/۸/۱۲ کو بوقت سہ پہر آنمحترم مع اراکین وفد باڑی پورہ تشریف لے گئے۔ مورخہ ۷۶/۸/۱۳ کو جمعہ تھا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز پڑھائی اور بعد نماز جمعہ وعصر ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ مورخہ ۱۴ و ۱۵ اگست کو خدام الاحمدیہ کا سالانہ کنونشن آسنور میں منعقد ہونے والا تھا چنانچہ آنمحترم مع اراکین وفد دو ٹیکسیوں کے ذریعہ مورخہ ۷۶/۸/۱۴ کو باڑی پورہ سے روانہ ہوئے اور ایک بجے آسنور پہنچے (کنونشن کی مفصل رپورٹ احباب اخبار بدر نمبر ۷۶/۹/۲ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں)

بعد کنونشن مورخہ ۷۶/۸/۱۶ کی صبح کو یہ قافلہ آسنور سے گھوڑوں پر سوار ہو کر رشی نگر کے لئے روانہ ہوا۔ اور دریا پار کر کے گھوڑوں ہی پر آپ مع اراکین وفد رشی نگر میں ورود فرما ہوئے۔ اُسی روز بعد نماز ظہر وہاں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ مورخہ ۷۶/۸/۱۷ کو رشی نگر سے ترہب کی جماعت ماندوجن گھوڑوں پر سوار ہو کر آنمحترم اور اراکین وفد تشریف لے گئے۔ وہاں ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ شام رشی نگر واپس آ گئے۔ مغرب وعشاء کی نماز کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک تربیتی تقریر فرمائی۔

مورخہ ۷۶/۸/۱۸ کی صبح کو یہ قافلہ رشی نگر سے بالسو کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں محترم صاحبزادہ صاحب اور جملہ اراکین وفد کے لئے دوپہر کے کھانے کا اہتمام تھا۔ اس دعوت سے فارغ ہو کر باری پاری گام تشریف لے گئے جہاں اُسی شام مغرب وعشاء کی نماز کے بعد ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ رات وہیں قیام رہا۔ اگلے دن مورخہ ۷۶/۸/۱۹ کو صبح ۹ بجے روانہ ہو کر اسلام آباد مکرم سید یوسف شاہ صاحب مرحوم کے مکان پر ورود فرما ہوئے جہاں مرحوم کے بیٹے مکرم محمد عبداللہ شاہ

صاحب نے دوپہر کے کھانے کے لئے محترم صاحبزادہ صاحب اور جملہ اراکین وفد کو مدعو کیا تھا۔ اس دعوت سے فارغ ہو کر محترم صاحبزادہ صاحب اور علمائے کرام بیج بہاڑہ تشریف لے گئے جہاں مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی کے مکان پر رات کے کھانے اور قیام کا انتظام تھا۔ مورخہ ۷۶/۸/۲۰ بروز جمعۃ المبارک وہاں سے روانہ ہو کر آنمحترم مع اراکین وفد کانفرنس کے لئے ناصر آباد تشریف لائے۔ جس کی مفصل رپورٹ قارئین کرام بدر کی گذشتہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب جماعت احمدیہ باڑی پورہ۔ رشی نگر۔ ماندوجن اور باری پاری گام میں منعقدہ تبلیغی و تربیتی جلسوں کی مختصر رپورٹ ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔

باڑی پورہ

مورخہ ۷۶/۸/۱۳ کو بوقت سہ پہر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے تلاوت قرآن مجید کی اور مکرم غلام نبی صاحب ناظر آف باڑی پورہ نے نظم سنائی۔

ازاں بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ایمان لانے کے نتیجہ میں ملک عرب کے وحشیوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہوئی۔ توحید کامل پر ایسا ایمان پیدا ہوا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے پیار کو اس طرح حاصل کیا کہ یہ قوم دنیا کی رہنما بن گئی۔ اور انہوں نے دنیا میں روحانی طور پر ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ آنمحترم نے فرمایا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نمونہ یہ ثابت کرتا ہے کہ آج بھی اس کو اختیار کر کے اسلام کو دنیا میں غالب کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے ہمارے قلوب پر توحید کا جلوہ ظاہر ہوتا رہے اور ہمارے قدم کبھی نہ ڈگمگائیں۔

سیرت آنحضرت صلعم

افتتاحی تقریر کے بعد سیرت آنحضرت صلعم کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے سیرت طیبہ کے چند درخشندہ پہلوؤں کا ذکر کیا اور اس ضمن میں متعدد واقعات بیان فرمائے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اقتباسات پیش کئے۔ آپ کی یہ تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مذکورہ عنوان پر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے تقریر کی اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت کے عقلی و نقلی دلائل وقت کی رعایت کے مطابق پیش کئے۔ اور بتایا کہ قرآن مجید احادیث اور خود آپ کی وہ عظیم الشان پیشگوئیاں جو روز روشن کی طرح پوری ہوئیں آپ کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں۔

آخر میں صدر محترم نے اختتامی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیاء آئے ہیں ہر ایک کی مخالفت کی گئی اور ایک مثال بھی اس کے خلاف نہیں ملتی کہ کسی نبی کے آتے ہی سب کے سب ایمان لائے ہوں۔ بلکہ ہر طرح ایذاء دہی کی کوشش کی گئی۔ نام ونشان مٹانے پر کمربستہ ہوئے لیکن جن کو مٹانا چاہتے تھے وہ قائم ہیں اور کامیاب ہوئے اور جو مٹانا چاہتے تھے خود مٹ گئے اور ناکام و نامراد ہوئے۔ پس ہر چیز کا انجام دیکھا جاتا ہے۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بھی مخالفت ہوئی اور خوب مخالفت ہوئی لیکن آپ کی جماعت روز افزوں ترقی پر ہے اور مخالفین اپنے ارادوں میں ناکام ہوتے جاتے ہیں یہ کتنی زبردست صداقت کی دلیل ہے۔

آخر میں اجتماعی دعا ہوئی اور پونے چھ بجے یہ اجلاس ختم پذیر ہوا۔

رشی نگر

مورخہ ۷۶/۸/۱۶ کو بعد نماز ظہر وعصر ۲½ بجے زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم غلام حسن صاحب نے کی بعدہٗ مکرم محمد شفیع صاحب نے نظم پڑھی۔

ازاں بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے تقریر کی۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی سیرت طیبہ کان خلقہ القرآن پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم کے احکام کے متعلق کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج کے زمانے میں ان پر عمل

نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم جیسے معروف ترین انسان نے اس پر عمل کر کے دکھایا اور صحابہؓ نے بھی اس تعلیم پر عمل کیا اور ایک نمایاں انقلاب ان کی زندگیوں میں ظہور پذیر ہوا۔ موصوف نے اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک تعلیم القرآن کی طرف بھی احباب کو توجہ دلائی۔

دوسری تقریر اس اجلاس کی مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی۔ آپ نے ابتداء میں آیت کریمہ یا ایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ .... کی تلاوت کرنے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے اشعار ؎

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو

پڑھ کر سنائے پھر سکنڈ میں جماعت احمدیہ پر جو ابتلاء اور آزمائش کا دور آیا اور جو بین الاقوامی سازش اور مخالفت جماعت احمدیہ کے مقابل پر کی گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے صبر و ثبات اور خلافتِ حقہ کی قیادت میں نہایت کامیابی کے ساتھ اس ابتلاء سے گذرنے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے پیار کے جلووں کا مشاہدہ کرنے کا تفصیلی ذکر فرمایا اور اس ضمن میں خاص طور پر صدسالہ جوبلی منصوبہ اور جماعت کے غیر معمولی فدائیت کا ذکر کیا۔

آخر میں صدر محترم صاحبزادہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس زمانہ میں اس نے ہمیں امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب ہمیں چاہیئے کہ ناشکری نہ کریں اس آسمانی نور کو دنیا میں پھیلاتے رہیں خوب یاد رکھیں اور اس امر کو ہرگز نہ بھولیں کہ یداللہ فوق الجماعۃ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ آنمحترم نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا جماعت کی اسی سالہ تاریخ بتا رہی ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس جماعت کے اوپر رہا جماعت نے بے شمار نظارے خدا تعالیٰ کی نصرت و اعانت کے مشاہدہ کئے اور اب بھی کر رہی ہے اور کرتی رہی جائیگی۔

خلافت کی برکات و فیوض کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کو جماعت کے لئے ڈھال بنایا اور ہر خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ ہی ہم خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں اور اس کی برکتوں سے مستفید ہوتے رہیں۔

ماندوجن

مورخہ ۱۴/۸/۷۶ کو ایک بجے دوپہر ایک تبلیغی جلسہ زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب منعقد ہوا۔ عزیز مکرم سید صباح الدین صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے تلاوت قرآن مجید کی اور عزیز مکرم مولوی مظفر احمد صاحب امروہی نے نظم پڑھی ازاں بعد مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ بڈھانوں (پونچھ) نے کشمیری زبان میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر کی اور اچھے رنگ میں صداقت کے دلائل بیان کئے۔

اس جلسہ کی دوسری تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی دوران تقریر فاضل مقرر نے بتایا کہ الٰہی سلسلوں کی ہمیشہ ہی مخالفت ہوتی چلی آئی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں اس ضمن میں آنحضرت صلعم کے ساتھ مخالفین کا سلوک اور آپ کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ اور جماعت احمدیہ کے عقائد اور جماعت کے ذریعہ کی جا رہی تبلیغ اسلام کا بھی مفصل ذکر فرمایا۔

ازاں بعد مکرم نور احمد صاحب امریکن نومسلم نے انگریزی زبان میں تقریر کی اور قبول احمدیت کی روئداد اور اسلام کی خوبیوں کا ذکر کیا۔

آخر میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا اس زمانہ میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق امام مہدیؑ کو مبعوث فرمایا اور غلبۂ اسلام کی جو بشارات حضرت امام مہدیؑ کی ذات سے وابستہ ہیں وہ آج بفضلہ تعالیٰ پوری ہو رہی ہیں جس کی ایک زندہ مثال آپ نے ابھی مسٹر نور احمد امریکن کے روپ میں دیکھی پھر آپ نے موصوف کی انگریزی تقریر کا جامع خلاصہ بھی حاضرین کو سنایا۔

آنمحترم نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے ضمن میں فرمایا کہ کسی بھی مدعی نبوت و رسالت کے متعلق دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ جھوٹا ہوگا یا سچا اگر جھوٹا ہوگا تو آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں خدا نے خود فرمایا ہے کہ میں اُسے ہلاک کروں گا اور اگر وہ سچا ہوا تو آپ کی مخالفت کرنا مخالفوں کے لئے وبال جان بن جائیگی اس لئے مقام خوف ہے اور اس پیغام پر جو اس زمانہ میں پہنچایا جا رہا ہے سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کو پہچانیں اور آپ پر ایمان لا کر اپنی عاقبت کو سنواریں۔

ہاری پاری گام

مورخہ ۱۹/۸/۷۶ کو بعد نماز مغرب و عشاء مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی صدارت میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ خاکسار کی تلاوت کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے حاضرین سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور حاسدوں کی طرف سے کی جا رہی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کے افراد کے صبر و استقامت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ نیز احباب جماعت کو مختلف تربیتی امور اور اتحاد و اتفاق وغیرہ کی طرف توجہ دلائی۔

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر پونچھ کی خدمت میں احمدیہ لٹریچر کی پیشکش

مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۷۶ء کو ضلع پونچھ کے ایجوکیشن آفیسر جناب پیرزادہ محمد یوسف صاحب (جو حال ہی میں علاقہ پونچھ میں متعین ہوئے ہیں۔ اور سری نگر کے رہنے والے ہیں) احمدیہ مسلم مشن میں تشریف لائے جب کہ آپ کے ہمراہ جناب اشوک کمار صاحب ڈسٹرکٹ سروے آفیسر بھی تھے جناب اشوک کمار صاحب نے تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ پیرزادہ صاحب کئی دنوں سے مجھے مجبور کر رہے تھے کہ احمدیہ مشن میں جا کر احمدی مبلغ صاحب سے ملاقات کریں گے کیونکہ آپ احمدیہ عقائد سے کسی حد تک اتفاق رکھتے ہیں اور مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر میں نے اُن سے عرض کیا کہ احمدیہ مشنری کو آپ کی خدمت میں ملاقات کے لئے بلا لاتے ہیں۔ جس پر پیرزادہ صاحب نے کہا کہ یہ مناسب نہیں سب سے پہلے ہم خود چلیں گے۔ چنانچہ آنمحترم نے احمدیہ دار التبلیغ اور احمدیہ مسجد کو بڑے اشتیاق سے دیکھا اور خاکسار سے خواہش ظاہر کی کہ آپ کبھی کبھی ملاقات کرتے رہیں۔ خاکسار نے ہر دو معززین کی خدمت میں احمدیہ لٹریچر پیش کیا جو بڑے احترام سے قبول کیا گیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر احمدیت کی صداقت کھول دے۔ اور ہماری حقیر مساعی میں برکت دے۔ آمین۔

خاکسار۔ حمید الدین شمس فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ پونچھ۔

درخواست ہائے دُعا

۱۔ مکرم محمد احمد صاحب سولیہ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کانپور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آپ کے بڑے بھائی مکرم محمد یحییٰ صاحب سولیہ صدر جماعت احمدیہ کانپور کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ اُن کی کامل شفایابی کے لئے اور مکرم محمد احمد صاحب سولیہ کے کاروبار میں برکت کے لئے تمام احباب جماعت اور بزرگان کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ محمد انعام ذاکر قادیان

۲۔ عزیزم یحییٰ احمد آسنور عرصہ دراز سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ علاج بدستور جاری ہے۔ تاہم آنکھوں کی بینائی پر کافی اثر ہے۔ خاکسار بزرگانِ کرام و درویش بھائی بہنوں سے دردمندانہ درخواست کرتا ہے کہ عزیز کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اُسے صحت و سلامتی والی لمبی عمر بخشے۔ خاکسار۔ عبدالوہاب ساکن آسنور کشمیر

۳۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل میری بیٹی عزیزہ بشریٰ سلطانہ بیگم نے P.U.C. میں کامیابی حاصل کر کے B.A. میں داخلہ لیا ہے۔ اس خوشی میں مبلغ ۵/ روپے بطور اعانت بدر ادا کر کے بزرگوں کی خدمت میں اپنے روشن مستقبل کے لئے درخواست دعا کرتی ہے۔ خاکسار۔ حضرت منڈا سگر صدر جماعت احمدیہ چھپلی۔

۴۔ خاکسارہ نے دواخانہ عثمانیہ حیدر آباد میں داخلہ لیا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے السر تجویز کیا ہے۔ اور میرا اپریشن ہوگا۔ میں تمام درویشان قادیان اور احباب جماعت سے التجا کرتی ہوں کہ میرے کامیاب اپریشن کے لئے دعا فرما دیں۔

خاکسارہ۔ ساجدہ بیگم اہلیہ محمد عبدالسلام مرحوم حیدر آبادی۔

بزرگانِ سلف کے عقائد و نظریات

مفتیٔ بصرہ حضرت قتادہ بن دعامۃ السدوسی رحمۃ اللہ علیہ !

حضرت قتادہ بن دعامۃ السدوسی (متوفی ۱۱۸ھ) بصرہ کے مفتی اور تفسیر، لغت، تاریخ اور انساب کے بہت بڑے امام تھے۔ حضرت ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ حافظ تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے بھی آپ کے حفظ اور فقہ میں دستگاہ کی تعریف کی۔ اور فرمایا قتادہ تفسیر کے بہت بڑے عالم ہیں۔ ایسے بہت کم لوگ ہیں گے جو اُن پر ترجیح رکھتے ہوں۔ (تاریخ التشریع الاسلامی مؤلفہ علامہ محمد الخضری مرحوم)

دُرِّ منثور میں ہے کہ :-

"عن قتادة فی قولہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ قال آمنوا بالبعث بعد الموت والحساب و الجنّة والنّار وصدّقوا بموعود اللہ الّذی وُعِدَ فی القرآن "

(درّ منثور جلد ا صفحہ ۲۵ از "خاتمۃ الحفّاظ المحدّثین الامام الکبیر جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ)

"آیت الّذین یؤمنون بالغیب کی نسبت حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ آپ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ مُتقی وہ ہیں جو بعث بعد الموت حساب، جنّت، اور جہنّم پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اللہ کے اس موعود کی تصدیق کرتے ہیں جس کا وعدہ قرآن میں دیا گیا ہے۔"

درخواست ہائے دُعا

(۱) - خاکسار کے والد مکرم غلام محی الدین صاحب کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور کمزور ہو گئے ہیں۔ صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ نیز کچھ دنوں تک ہم کولھو کا کاروبار شروع کرنے والے ہیں۔ اس میں کامیابی اور برکت کے لئے درویشانِ کرام اور جملہ احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار غلام نعیم الدین آف گلبرگہ۔

نوٹ :- مکرم غلام محی الدین صاحب آف گلبرگہ نے مبلغ /۵۰ روپے درویش فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(۲) - مکرم محمد فرحت اللہ صاحب چندا پور (آندھرا) سے لکھتے ہیں کہ ان کی طبیعت ایک عرصہ سے بوجہ السر اور گیس خراب ہے۔ اور ان کے بھتیجے شریف احمد صاحب کی طبیعت بوجہ ٹی۔بی خراب ہے۔ وہ تمام احباب اور بزرگان سے دونوں کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خدمتِ دین کی توفیق پانے والی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔ مینیجر بدر قادیان۔

(۳) - مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ مدراس کی بچی عزیزہ نعیمہ کو ایک ہفتہ سے یرقان کی بیماری ہو گئی ہے۔ علاج جاری ہے۔ صحتِ کاملہ کے لئے تمام احبابِ جماعت دُعا فرمادیں۔

(ایڈیٹر بدر)

سانوئے لائبیریا (مغربی افریقہ) میں پہلا احمدیہ مسلم ہائی سکول

(بقیہ از صفحہ اوّل)

لائبیریا کی مرسلہ تار از لائبیریا کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے :-

"وزیرِ تعلیم نے مُلک کے پہلے مسلم ہائی سکول کی عمارت کا افتتاح ۳ ستمبر کو کیا۔ اور احمدیہ مساعی کو سراہا۔ چیفس اور نامور شخصیتوں نے شرکت کی "

احباب، وخواتین سے اس سکول کی کامیابی کے لئے درخواست دُعا ہے "

("الفضل" مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۷۶ء)

قادیان میں آخری عشرہ رمضان اور عید الفطر کی مبارک تقریب (بقیہ از صفحہ ۲)

— حضور کے مقاصدِ عالیہ میں فائز المرام ہونے کے لئے دُعا کی تحریک کی۔ خطبہ کے آخر میں درویشانِ کرام کی رُوحانی خوشی کے لئے آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مرسلہ ٹیلیگرام کا انگریزی متن اور اُردو ترجمہ سُنایا۔ جو حضور نے سب احباب کو از راہِ شفقت و احسان عید مبارک کے رنگ میں دُعائیہ صورت میں ارسال فرمایا ہے۔

خطبہ کے بعد ایک لمبی اجتماعی دُعا ہوئی جس کے بعد احباب نے ایک دوسرے کو مبارکباد عید دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

زکوٰۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

(۱) — جس شخص کو خدا تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے سامنے ایک گنجے بڑی کچلیوں والے سانپ کی صورت میں کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس کے گلے میں بطور طوق ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ سانپ اُسے کہے گا کہ میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں جس کی تُو نے زکوٰۃ ادا نہ کی تھی ۔

(۲) — مستورات کے لئے عبداللہ کی بیوی زینب سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ! تم ضرور صدقہ (زکوٰۃ) ادا کیا کرو۔ خواہ زیوروں سے ہی ہو۔ کیونکہ قیامت کے دن جہنّمیوں میں تمہاری اکثریت ہوگی۔

(۳) — ایک دفعہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دو عورتیں آئیں جن کے ہاتھوں میں سونے کے دو کڑے تھے۔ تو حضور نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرتی ہو؟ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ تم کو قیامت کے دن سونے کی بجائے آگ کے کڑے پہنائے جائیں ---!! جس پر اُن دونوں عورتوں نے فوراً زکوٰۃ ادا کردی۔

جملہ احبابِ جماعت اپنی حیثیت اور آمد کے مطابق صدقہ (زکوٰۃ) ادا فرمادیں۔

ناظر بیت المال آمد - قادیان

سینگوں اور گھاس سے تیار کردہ دلآویز مصنوعات

۱- سینگ اور لکڑی سے تیار کردہ پرندوں اور جانوروں کی دل آویز شکلیں۔
۲- گھاس سے تیار کردہ منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ، مختلف مناظر، دُنیا بھر کی مساجد احمدیہ اور مشن ہاؤسز کی تصاویر جو تبلیغی فوائد رکھتی ہیں۔
۳- عید مبارک اور لیف کے کارڈ اور دیگر تصاویر۔

خط و کتابت کا پتہ :-

THE KERALA HORNS
EMPORIUM
TC. 38/1582 MANACAUD.
TRIVANDRUM (KERALA)
PIN. 695009.

PHONE No. 2351.
P.B. NO. 128.
CABLE :-
"CRESCENT"

ہر قسم اور ہر ماڈل

کے موٹر کار، موٹر سائیکل اور سکوٹرز کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے "آٹو ونگس" کی خدمات حاصل فرمائیے

آٹو ونگس

AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD.
C.I.T. COLONY,
MADRAS --- 600004.
PHONE No. 76360.

قادیان میں عید الفطر کی مبارک تقریب کے موقعہ پر

وزیر اعلیٰ پنجاب جناب گیانی ذیل سنگھ جی کی طرف سے پانچ صد

عید کارڈوں کا تحفہ

قادیان ۲۷ ستمبر ۱۹۷۶ء ۔ قادیان میں عید الفطر کی مبارک تقریب پورے اسلامی طریق کے مطابق منائی گئی ۔ اس خوشی کے موقعہ پر سب احباب نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی ۔ اسی طرح اس موقعہ پر آنریبل جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایس ڈی ایم صاحب بٹالہ کے توسط سے پانچ صد عید کارڈ سفید دبیز آرٹ پیپر پر چھپوا کر اپنے اردو دستخطوں سے ارسال کئے ۔ اور ہماری خوشی میں شامل ہو کر شکریہ کا موقعہ دیا ۔ عید کارڈ پر یہ الفاظ درج تھے :-

"عید الفطر کی مقدس تقریب پر آپ کو اور آپ کے عیال و اطفال کو بہت بہت مبارک"

(دستخط گیانی) ذیل سنگھ (بزبان اردو)

وزیر اعلیٰ پنجاب"

جناب گیانی صاحب موصوف وزیر اعلیٰ پنجاب کے عہد میں پنجاب نے اتنی ترقی کی ہے کہ اس کی وجہ سے پنجاب ملک کے دوسرے صوبوں سے نمایاں رنگ میں آگے نکل گیا ہے ۔ ہماری دعا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی حیثیت سے اُن کا یہ دور تادیر چلتا رہے ۔ اور وہ جنتا کی خدمت کرتے رہیں ۔ ہم گیانی جی کے بے حد ممنون ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت ڈالے ۔

ناظر امور عامہ قادیان

پروگرام دورہ وکیل المال تحریک جدید و انسپکٹر تحریک جدید

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ مہاراشٹر ۔ آندھرا ۔ میسور ۔ مدراس کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید اور مکرم رفیق احمد صاحب انسپکٹر تحریک جدید مورخہ ۱۰ر اکتوبر ۷۶ء سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وصولی چندہ تحریک جدید کے سلسلہ میں روانہ ہو رہے ہیں ۔ جملہ عہدیداران جماعت سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے کما حقہ تعاون فرماتے ہوئے وصولی کی طرف توجہ دیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو ۔ آمین ۔

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۱۰/۱۰/۷۶	تیماپور ۔ شوراپور	۲/۱۱/۷۶	۲	۴/۱۱/۷۶
بمبئی	۱۲/۱۰/۷۶	۴	۱۶	شیموگہ	۵	۲	۷
حیدر آباد	۱۷	۶	۲۳	بنگلور	۷	۴	۱۱
سکندر آباد	۲۳	۳	۲۶	مرکرہ	۱۱	۲	۱۳
چنتہ کنٹہ ۔ وڈمان	۲۶	۳	۲۹	مدراس	۱۴	۵	۱۹
ادٹکور	۲۹	۱	۳۰	کلکتہ	۲۱	۶	۲۷
یادگیر	۳۰/۱۰/۷۶	۴	۲/۱۱/۷۶	قادیان	۳۰/۱۱/۷۶	-	-

شادی فنڈ

صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ میں ایک مد شادی فنڈ کی قائم ہے ۔ جس میں سے درویشوں کے بچوں کی شادیوں کے مواقع پر امداد دی جاتی ہے ۔ اس فنڈ کو اس وقت مضبوط کرنے کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ خدا کے فضل سے درویشوں کے قریباً دو سو بچے (لڑکے ۔ لڑکیاں) اس وقت شادی کے قابل ہیں ۔

بعض مخلصین احباب نے اس فنڈ میں بہت ہی قابلِ قدر تعاون دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر بخشے ۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خوشیوں کے مواقع پر اپنے درویش بھائیوں کے بچوں کی شادیوں کے لئے حسب حالات رقوم مد "شادی فنڈ" میں ارسال کرتے رہیں ۔

ناظر بیت المال آمد ۔ قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید قادیان

جماعت ہائے احمدیہ راجستھان، مہاراشٹر، کرناٹک، آندھرا، مدراس

مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید راجستھان ۔ مہاراشٹر ۔ کرناٹک ۔ آندھرا ۔ مدراس کی جماعتوں میں وقفِ جدید کے چندوں کی وصولی اور وعدہ جات میں اضافہ کی غرض سے ۶/۱۰/۷۶ کو جماعتِ احمدیہ میرٹھ انچولی سے اپنا دورہ شروع کر رہے ہیں ۔ امراء ۔ صدر صاحبان و سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے دورہ کو کامیاب بنانے میں اپنا تعاون پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں ۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	-	-	۵/۱۰/۷۶	کرنول	۶/۱۱/۷۶	۱	۷/۱۱/۷۶
میرٹھ ۔ انچولی	۶/۱۰/۷۶	۱	۷	چنتہ کنٹہ	۷	۳	۱۰
دہلی	۷	۱	۸	وڈمان	۱۰	۱	۱۱
جے پور	۹	۱	۱۰	جڑچرلہ	۱۲	۱	۱۳
اودے پور	۱۰	۱	۱۱	شادنگر	۱۴	۱	۱۵
کامٹھ	۱۲	۱	۱۳	حیدر آباد	۱۵	۶	۲۱
بمبئی	۱۴	۳	۱۷	ظہیر آباد	۲۱	۱	۲۲
ساونت واڑی	۱۷	۱	۱۹	سکندر آباد	۲۲	۱	۲۳
ہبلی	۱۹	۱	۲۰	چنتہ پور ۔ بکاما ریڈی	۲۳	۲	۲۵
سورب	۲۰	۱	۲۱	عادل آباد	۲۵	۱	۲۶
شیموگہ	۲۱	۱	۲۲	جگتیال	۲۶	۳	۲۹
بنگلور	۲۲	۴	۲۶	مدراس	۳۰/۱۱/۷۶	۴	۴/۱۲/۷۶
یادگیر و گلبرگہ	۲۷	۵	۱/۱۱/۷۶	میلاپالیم	۵/۱۲/۷۶	۱	۶
تیماپور ۔ شوراپور	۱/۱۱/۷۶	۲	۳	شنکرن کوئل	۶	۱	۷
دیودرگ	۳	۱	۴	ستان کولم	۷	۱	۸
ادٹکور	۴	۱	۵	کوٹار	۸	۱	۹/۱۲/۷۶
محبوب نگر	۵	۱	۶	قادیان	۱۳/۱۲/۷۶	-	-

فارم اصل آمد

حصہ آمد کے موصیان فارم اصل آمد پُر کر کے جلد بھجوا دیں

مالی سال ۷۶-۱۹۷۵ء ۳۰ اپریل ۱۹۷۶ء کو ختم ہو چکا ہے ۔ سالانہ آمد معلوم کرنے کے لئے دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے موصی احباب اور خواتین کی خدمت میں فارم اصل آمد بھجوائے جا چکے ہیں ۔ یہ فارم براہِ راست موصیان کی خدمت میں بھجوائے گئے ہیں ۔ براہِ مہربانی ہر موصی اپنا فارم پُر کر کے دفتر کو جلد از جلد واپس ارسال فرمائیں ۔ تاکہ اُن کو سالانہ حساب بھجوایا جا سکے ۔ جن موصیان کے فارم واپس آ گئے ہیں دفتر کی طرف سے اُن کو سالانہ حساب بھجوایا جا چکا ہے ۔ اگر کسی موصی کو فارم یا سالانہ حساب نہ ملا ہو تو دفتر کو اطلاع دیں ۔ تاکہ دوسری دفعہ بھجوایا جا سکے ۔ سستی یا کوتاہی کرنے والے موصی خود ذمہ دار ہوں گے ۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستِ دعاء ۔ مکرم یو محمد صاحب مقیم بمبئی اعانتِ بدر میں مبلغ پانچ روپیہ ادا کرتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی بچی کا اپریشن ہونے والا ہے صحت کاملہ کیلئے درویشانِ قادیان اور احبابِ جماعت دعا فرمائیں ۔ خاکسار بشیر احمد مالاباری قادیان